U13264 1-12-05

Title - Qat'aat Muntakhib.

Creator - Abdul Ghafoor Khan ~~Nasikh~~ Nissakh

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1874

Pages - 106

Subjects - Urdu Shayari - Qat'aat

بسم اللہ الرحمن الرحیم
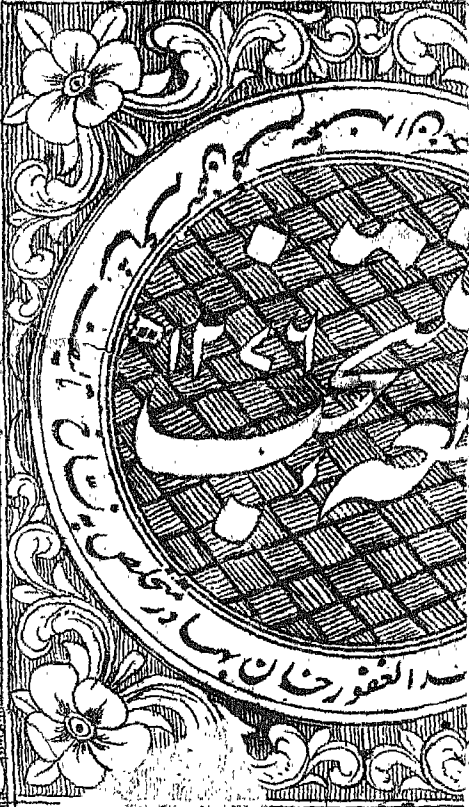
بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار و اصحابہ الکبار سراپا قصور
عبد الغفور متخلص بہ نساخ خدمت ارباب فن میں گذارش گر ہے کہ ایک دن مجمع احباب
ہر قسم کے شعر پڑھے جاتے تھے اس میں خیال آیا کہ اگر شعرائے متقدمین و متاخرین زبان ریختہ
کے مقطعات عمدہ جہان تک دستیاب ہوں بقید ردیف جمع کئے جائیں و تخلص و نام و نشان
بھی بقید حروف تہجی ہر ردیف میں تحریر پائیں تو ایک معقول یادگار رہ جائے گا کہ کسی نے آج
ایسا تذکرہ جمع کیا نہیں اسپر راقم نے کمر ہمت چست باندھی اور تھوڑے عرصہ میں بہت
دیوان اور تذکرہ سے چن کر قریب ساڑھے پانسو قطعوں کے جمع کیا اور نام تاریخی آ
قطعہ منتخب رکھا نکتہ چینان زبان و خردہ بینان دوران سے امید ہے کہ اگر کہیں غلطی یا
نکتہ چینی اسکے باز آئیں اور خردہ بینی سے ہاتھ اوٹھائیں مصرعہ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا

ردیف الف

اثر تخلص سید محمد میر دہلوی حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ کے چھوٹے بھائی شعر انکے
عاشقانہ و دردمندانہ ہوتے ہیں دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہیدرلی بن سر جیمس ہیدرلی شاگرد نواب زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدہ کپتانی پر مامور ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

ہمنے جو آنکھہ گاڑکر دیکھا	حسن اوس شوخ ماہ کامل کا
رخ روشن پہ جم گئی پتلی	سبکو ناحق گمان ہے تل کا

اسیر تخلص میر مظفر علی خطاب تدبیر الدولہ ولد میر بدر علی باشندہ قصبہ امیٹھی شاگرد مصحفی و واجد علی شاہ اودہ کے ملازمون مین ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا ذکر ہے اور ساتھیون کا	چھوڑا دل نے بھی ساتھ اپنا
تنگ آگئے ہین سخت ان سے	تیر کے تلے ہی ہاتھ اپنا

آشفتہ تخلص حاجی عبد اللہ ولد عبد الحمید باشندہ سلہٹ شاگرد حضرت راقم کے احباب مین ہین

وہی عالم اچھا تھا آشفتہ جسمین ہا	وجود و عدم کا نہ رنج و محن تھا
نہ ہستی کا نام و نشان تھا ذرا کچھ	نہ میں تھو نہ دل نہ غم جان و تن تھا
نہ خوف قیامت نہ تشویش دنیا	نہ مرگ اور نہ سودائے گور و کفن تھا
نہ سر تھا نہ شور جنون کی یہ شورش	نہ دل تھا نہ اوسکا یہ دیوانہ پن تھا
کھلی آنکھہ خواب عدم سے تو دیکھا	اجل سر پہ اور روبرو گورکن تھا

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف نواب وزیر شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مسکن و مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲ مین انتقال کیا تیر اندازی مین خوب دخل رکھتے تھے انکے محامد و مکارم کا حال اظہر من الشمس حاجت بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

آج بیمار کو پھر دیکھا تھا تینے تیرے	وہی بیتابی تھی جی کی وہی گھبرانا
کوئی دن ہر مین تو آثار نہین جینے کے	مرض عشق مین مین پہلے ہی پہچانا

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا اکلان دہلوی کچھ روزون مدراس وہان سے کلکتہ مین آکے پھر شاہجہان آباد کو چلے گئے

یار نے … مجھسے — ربط بار دگر کیا پیدا

میر … سے — اظفری کچھ اثر کیا پیدا

[illegible]ں میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان [illegible] جاہ باشندہ نارنول میر حیدر علی حیران اور میر سوز سے کسب سخن کرتے تھے آخر ایام مین اشرف البلاد کلکتہ مین آکر فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ مذکورہ اور دیوان انکا نظر سے گذرا

تو او کہتا ہے جو مجھسے سخن ناحق پر — مگر انصاف ہے اس دور سے ای جان اوٹھا

غیر کے ملنے کی کہاتا نہین ہے آپ قسم — مجھسے کہتا ہے تو اسبات پہ قرآن اوٹھا

ولہ

سنتے کہا کل اوس سے کہ افسوس ناتوان — مایوس ہوکے کوچے سے تیرے چلا گیا

کہنے لگا کہ جانے سے اوسکے کیہہ ہے غم — سودائی اسطرحکا جو جان سے گیا گیا

ولہ

ترے بیمار کو طبیبون نے + — دیکھکر غم سے سر کو دے مارا

اور کہا ایک آہ بھر کر یون — کچھ خدا ہی سے اسکا ہو چارا

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنویون کے انداز مین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۷۵ ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گذرا

آنکھون مین ہے پیرتا سحر وصل کا عالم — اندیشہ رقیبون کا نہ اندھیار کا ڈر کا

سونا کسی مہرو کا لپٹکر وہ گلے سے — ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی وہ نور کا تڑکا

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر دہلوی نجفی الاصل تھے مولد انکا مرشد آباد و مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مصاحبون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سے فنون مین دخل

رکہتے تہے مشکل قافیون میں بہت شعر عاشقانہ خوب کہتے تہے مشہور ہے
میان مصحفی سے اصلاح لیکے منحرف ہوکر او نکی ہجو لکہی تہی میان منتظر نے اوسکا جواب
کلیات انکا نظر سے گذرا

سنتے اونکے پیچ ہیچ پر میرے گہر مین کر ریٹ ۔ بوندین پڑنے لگین اور ابر سا اک چہا آ
تب لگے کوٹنے ماتہو کو یہ کہنے سے سبے ۔ مجہے رہنا ہی پڑا قہر یہ کیا آ
کیا ہے سنا تہا اسے میری ہی گہر جا تو وقت ۔ اسلیے کس گہڑی یا دل یہ نگوڑا آ

ولہ

اٹہو نا وان ہنسنا چاہو سو بیار سے کہلو ۔ پہر تمہین ہوویگا نقصان یہ گالی دو مجہے
آخرش ہوگئے جو ان پہر تو کسنے نہا نیگا ۔ چند روز اور ہی مہمان یہ گالی دو مجہے

ولہ

گر وقت سحر جاتے ہو تا ہے یہ ارشاد ۔ ہے وقت ملاقات سر شام ہمارا
پہر شام کو آئے تو کہا صبح کو یون ہی ۔ رہتا ہے سدا آپ یہ الزام ہمارا

تجلی تخلص میر حسن عرف میر جانی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم خواہر
میر تقی کا بڑے ظریف تہے لیلی و مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان
نظر سے گذرا

وار فتگان عشق کا سن حال ہمنشین ۔ بیرون شہر جاتا تہا کل مین چلا ہوا
ٹوٹے سے ایک قبر نظر آگئی مجہے ۔ جانا کہ دل شکستہ ہے کوئی یہان دبا ہوا
اک بیکسی سے اوسپہ برستے تہے دیکہ ۔ روتا ہے مین ویرانہ وہان لکہا ہوا
ناگہ سرہانے کی جو طرف جا پڑی نگاہ ۔ لوح مزار پر تہا یہ اوس کے کہدا ہوا
اے دردمند عشق جو ادہر سے نکلے تو ۔ ٹک ٹہر ایک دل شدہ ہے میان گڑا ہوا
دو بول لکہ رکہے ہین نصیحت کے واسطے ۔ دیکہ اوسکو چشم دل سے اگر ہے پڑہا ہوا
زنہار دل کے جانے کو مت سہل جانیو ۔ دل ہارے جسکو کہتے ہین وہ جی گیا ہوا
دیوانہ پن ہی جاننا اپنا رفیق اوسے ۔ بیگانہ ہے وہ جب کسی سے آشنا ہوا

بیگانگی تو ایک طرف بلکہ بے وفا — دشمن ہی اپنا دوست جہان اور کا ہوا
سمجھا تھا مین بھی وسیے کا جب نہ انکا قصد تھا — پرچیگا یاری دل بھی اگر وہ لیا ہوا
لیکن جب اختیار مین وہ اور کے گیا — تو رفتہ رفتہ کیا کہون احوال کیا ہوا
چلنے لگے ہر ایک طرف سے خدنگ طعن — سینہ مگر نشانۂ تیر بلا ہوا
یک عمر جنکی دوستی مین صرف کی تھی ہائے — اونمین ہر ایک دشمن جانی مرا ہوا
فصل بہار ہونے لگی پھر خزان کے بیچ — سرخ اشک زرد رخ پہ جو آیا بہا ہوا
گلرنگ آنسو پہونچے جو دامن تلک بہشت — ہر تختہ تختہ ہائے چمن سے سوا ہوا
کو ہون سے چشمے اوترے مری چشم کے سبب — دریا فرو نے سوتون رکھا پڑا ہوا
ٹپکا کیا ہون رات کو سر خون سے مرے — دیوار و در ہے دیکھلے اب تک رنگا ہوا
القصہ دہر کی وضع مین اگرچہ خوشی ہوئی — تو برسون تک غمون ہی مین جی مبتلا ہوا
چھوٹونگا دل کے ہاتھ سے جانا تھا بعد مرگ — لیکن نہ اس عذاب سے اب بھی رہا ہوا
دل کھتا اوسکو یعنے نہین اب بغل کے بیچ — انگارہ آگ کا ہے دہرا دہکتا ہوا
پوسیدہ استخوانون کو بھی لگ اوٹھی ہے آگ — یون شعلہ بیٹھتا نہین اوس سے اوٹھا ہوا
گر تجھکو اعتبار نہین دیکھ اب تلک — حاضر ہے جا بجا سے کفن بھی جلا ہوا
شاید عذاب قبر جو کہتے تھے ہے یہی — دنیا مین تھا سو یہان بھی وہ آیا لگا ہوا
پہلو سے میرے اسکو نکال اب وگرنہ مین — آرام پھر کہان نہ جو اوس سے جدا ہوا
سووے ہی گا نہ سونے بھی دیوےگا یہ قریب — تا صبح حشر پڑونگا یون ہی پڑا ہوا
بالفرض بعد مرگ جو جنت مین بھی گیا — دوزخ تو میرے ساتھ ہے کیا فائدہ ہوا
حاصل کلام یہ ہے تجلی کہ پھر بیان — سمجھائیگا جو مرتکب اس امر کا ہوا
جی دیجیو پہ دل نہ کہین دیجیو زینہار — دکھ دیکھی ہے دو جہان مین یہ ظالم دیا ہوا

ولہ

کل تجلی کو یار نے پوچھا — اکثر آتا تھا اب نہین آتا
اوٹھ گیا شہر سے کہ روٹھا ہے — ہم تلک کیا سبب نہین آتا

اک خدا ترس نے کہا تجھسکو	کچھ ترس ہے غضب نہین آتا
تو ہی غافل ہے اوسکو حال ہے یہان	ورنہ اسجا وہ کب نہین آتا

ولہ

مجھے کہتے ہین کیون رستے تو وہ ہی جو رو رو کہتا تھا	آلہی اوسکی پاؤن تک یہ سہو کر آرزو پہونچا
ہوا گستاخ اب ایسا کہ خطرہ کچھ نہین کرتا	کبھو چہاتی پکڑ لی ہے کبھو بازو کبھو پہونچا

تراب تخلص شاہ تراب علی مغفور باشندہ کاکوری متعلق لکھنو خلف و سجادہ نشین شاہ کاظم علیہ الرحمۃ صاحب کمال تھے پنجم ماہ جمادی الاول روز یکشنبہ سنہ ۱۲۷۵ ہجری کو انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

شب کے کل طفل شیخ کہنے لگا	ہین جو وان حسب اتفاق گیا
دل سے تیرے ابھی تلک اے پیر	عاشقی کا نہین مذاق گیا

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت انیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضہ سے بصارت انکی زائل ہو گئی تھی نجوم اور موسیقی مین کمال رکھتے تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل تھے اشعار انکے خوش ادا اور نہایت عجیب و عاشقانہ ہوتے ہین سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

کسی نے میری طرف سے جو یہ لگا دی بات	کہ شکوہ کچھ کسی محبوب سے دو چار رہا
تو کیا سنا کے مجھے وہ سبھون سے کہتا تھا	کسی کے قول و قسم کا نہ اعتبار رہا

ولہ

گر درد اوسکے کسی غمخوار کو چھپکے	کچھ حال سناتا ہون مین با چشم تر اپنا
تو کیا کہون کہتا ہے عجب شکل سے مجھکو	کچھ ہونٹون ہی ہونٹون مین وہ منہ پھیر کر اپنا

ولہ

کہون قسمت کی کیا خوبی عجب طالع کی شامت ہی	محبت مین بگڑتا ہے یون ہی کیا کام ان کا

نہ باہم نامہ و پیغام ہے نے جا سکوں ہوں میں ۔ نہ آتا یہاں کسی صورت سے ہو سکتا ہی جانا کا

ولہ

تماشا ہے کہ جی کو وہ نہیں دیکھ اور با خوش ہے ۔ تو ناحق پھر گیا تھا جس سے دل اوس آفت جان کا
ہوا وہ خوش تو اب لوگوں نے اوسکی منادی کی ۔ نہ وہان جائے کوئی یہاں تکا نہ یہاں آئے کوئی وہاں کا

ولہ

کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو ۔ عجب احوال دیکھا جس نے کل اوس خانہ ویران کا
پڑے تھے موے سر تا پا لباس تن تھا عریانی ۔ بچھایا خاک پر تھا بستر اخار مغیلان کا
کبھی اوٹھ دوڑتا تھا وہ کبھی لوٹے تھا کانٹوں پر ۔ نہ تھا کچھ ہوش آ اوس وحشی کو اپنے جسم عریان کا
نکلتا تھا کسی سے بات ہرگز اک نگہ مطلع ۔ یہی ورد زبان تھا اوس مریض درد ہجران کا
کچھ ایسا کر گیا بیہوش جانا مجھکو جانان کا ۔ نہ مجھکو ہوش ہے دلکا نہ دلکو ہوش ہے جان کا

ولہ

اگرچہ آہ ہیچ قیامت سے زمانے میں ۔ ہر اک آلودہ خواب عدم کیا را اوٹھ بیٹھا
نہ بسمل خفتگان نقش قالی خواب ہستی سے ۔ نہ کی جنبش نہ لی کروٹ نہیں ہشیار اوٹھ بیٹھا

ولہ

اب حقیقت کیا کہوں تیرے مریض عشق کی ۔ ماجرا اوسکا مفصل کب سنایا جائے گا
دیکھکر جسکو طبیبوں نے کہا منہ پھیر کر ۔ حال اس بیمار کا ہم سے نہ دیکھا جائے گا

ولہ

لوگ کہتے ہیں جو وہ بیزار ہے تو بھی منہ بول ۔ تیرے کھنچ رہنے سے کچھ اک وضع پر آجائیگا
لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے تو روٹھو مجھسے پر ۔ دل مرا تم بن نہیں مجھسے نہ روٹھا جائیگا

ولہ

لگتی نہیں پلک سے پلک آہ کیا کریں ۔ قسمت میں کیونکہ وصل ہو اوس رشک ماہ کا
یہ بخت سو گیے کہ ترستے ہیں اوسکو بھی ۔ وہ دیکھنا جو خواب میں تھا گاہ گاہ کا

ولہ

گر دیا دل کسی معشوق کو کسی عاشق نے
تو سنا ہیگا کہ اون دونون مین یارانہ ہوا
پر دیا مین نے جسے دل مجھے اوس سے ابتک
آنکھ سے آنکھ ملانے کا بھی یارانہ ہوا

ولہ

اے فلک جس سے وہ خورشید رو ہوتا میرا
ہاے ایسا میری قسمت کا ستارا نہ ہوا
سچ کہا ہے کہ تجلی کو نہین ہے تکرار
وصل قسمت مین مرے اوسکا دوبارا نہ ہوا

ولہ

نہ جیتے جی کبھی آئے وہ اور آئے تو یون آئے
نہ پوچھو کچھ نہ پوچھو مجھسے عالم اونکے آنے کا
کہ وقت نزع آ بالین پہ پہرے چپکو نہین وہ
لگے کہنے کہ کچھ دیکھا نتیجہ دل لگانے کا

ولہ

گر اوس سے یہ کہتا ہون ڈر اللہ سے ظالم
مر جاؤنگا گر یونہین ترے ظلم سہونگا
تو وہ بت بیدرد یہ چتون مین سے کہے ہے
کیا خوب ترے کہنے سے مین کیون نہ ڈرونگا

ولہ

تصویر مصور جو کوئی کھینچ دے اوسکی
تو کچھ نکہونگا نہ کچھ اوس سے مین سنونگا
پر سامنے ہوگی جو مرے یار کی صورت
بیٹھا ہوا دن رات بلائین تو مین لونگا

ولہ

کل اوس خونخوار کی محفل مین جو ناگاہ
دل بیتاب مجھکو کھینچ لایا
تو اوسنے یہ سمجھکر منہ کو پھیرا
کہ پھر بدنام کرنے وہ آلا آیا

ولہ

اگر کہتا ہون رو کر مجھسے ملنا تو نے کیون چھوڑا
ہوا کہنا پڑیگا تجھکو یہ اے فتنہ گر کسکا
تو کیا جھنجلا کے کہتا ہے سمجھتا نہین ہے تو
کہ ہو تم ہی کون اور عاشق ہوا ہون آنکر کسکا

ولہ

بعد مردن مرے تابوت پہ سب روتے تھے
چشم پر آب مگر اک وہ ستمگر نہ تھا

قطعہ منتخب

لیک گیا منہ کو چھپاتا تھا جو کہتے تھے یہ لوگ ۔ اسکو ظاہر مین توڑنے کا کچھ آثار نہ تھا +

ولہ

سوزش دل کی حقیقت کہین کیا بت پوچھو ۔ یہ دھوان سینۂ سوزان سے ہمارے نکلا
کہ ہوا ایسے لگے افلاک ہی اوڑنے گویا ۔ چھوڑتا نالۂ جانسوز غبارے نکلا

ولہ

کیا کہون وصل کی شب لیکے بلائین اسکی ۔ لیا اوٹھاتا ہون مین زانو پہ بٹھانے کا فرا
مین تو پھر آپ مین رہتا نہین دل سے پوچھو ۔ آگے پھر بھینچ کے چھاتی سے لگانے کا فرا

ولہ

ترک گیا ایسا ہی وہ جو پھر نہ آیا کل جو تک ۔ ہاتھ اوسکے پاؤن پہ پھوڑے سے پھر اٹھ گیا
مین تو یہان سماجت سے آج تہہ اٹھا ہون تہہ ۔ اور سارے شہر مین کچھ اور چرچا پڑ گیا

ولہ

چھپکے کی کیا پھر ہمنے کل جو لیکر آئینہ ۔ دیکھتا تھا عالم اپنے وہ مسی و پان کا
سامنے بیٹھے دیکھ پھر سو ہو کے پھر بے اختیا ۔ آپ بوسہ لے لیا اپنے لب و دندان کا

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم خلف خواجہ ابراہیم نبیرہ خواجہ بہکاری مودودی علیہ الرحمہ جعفر علی حسرت سے کسب سخن کرتے تھے صاحب کمال تھے موسقی مین خوب دخل رکھتے تھے لکھنؤ مین بخشی نام ایک معشوقہ بازاری پر عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے چنانچہ قلندر بخش جرات نے انکی اور بخشی کی عشق و محبت کے حال مین ایک مثنوی کہی ہے از روانہ زندگی بسر کرتے تھے لکھنؤ مین نواب وزیر نے انکی بڑی عزت و توقیر کی تھی دیوان انکا نظر سے گذرا +

کونسی شب ہوئی تبلا تو ستمگر جو مین ۔ پس دیوار ترے روکے پکار انکیا
پہ نپوچھا کبھی احوال کو میرے تو نے ۔ ہاے ظالم مرے فریاد کا چار انکیا +

حمید تخلص منشی مصطفی حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سر رشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرہ مدرسہ کلکتہ وطن انکا جا لنگام مولد بنارس مسکن کلکتہ

اشعار اپنے راقم کو دکھاتے تھے انکی طبیعت میں نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہیں

فرقت میں ترے ہاے یہ نوبت مری پہونچی — دم ناک میں احباب مرے لائے ہیں کیا کیا
ہردم یہی کہتے ہیں کہ کیوں پہلے نہ سمجھے — اب کہیے کہ بن آئی مرے جاتے ہیں کیا کیا
کمبخت یہ پہلے نہ سمجھ آئی تھی افسوس — دل دیکے اوسے کیا کہیں پچتاتے ہیں کیا کیا

حیران تخلص حافظ لبقا اللہ ولد حافظ ابراہیم خط نسق و نستعلیق خوب لکھتے تھے

بعد مرنے کی یہ خواہش ہے مری اے دوستو — کچھ نہ خواہش مند عزت کا ہوں نے توقیر کا
گرد تربت کے اک آئینہ ہو اور طوطی ہو آہ — تا کہ جا لگے ڈھیر سے حیران خوش تقریر کا

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب قدس سرہما اشعار فارسی و ریختہ انکے نہایت پر درد ہوتے ہیں موسیقی میں بہت خوب دخل رکھتے تھے کمالات صوری و معنوی انکے از حد مشہور ہیں روز آدینہ بست و چہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ ہجری قدسی میں آپ کا وصال ہوا ہے راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل و دیوان فارسی و اردو ان کے نظر سے گذرے

کہا میں یوں تو ہل جاتے ہو آکر بعد مدت کے — اگر جا ہو تو یہ کیا تمکو اگر ہو نہیں سکتا
لگا کہنے سمجھ یہ بات کو ٹک تو کہ جلد اتنا — ترے گھر آنے جانے میں مرا گھر ہو نہیں سکتا

ولہ

میرے نالوں پہ کوئی دنیا میں — ہیں کیے آہ کم رہا ہو گا
لیکن اوسکو اثر خدا جانے — نہ ہوا ہو گا یا ہوا ہو گا

دل سوز تخلص خیراتی خان باشندہ قصبہ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر دہلوی کے نواب ظفریاب خان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت میں رہتے تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے مدام مست رہتے تھے پورب میں جاکے انتقال کیا

وہ تو کہتے ہیں راز دل اپنا — نہ کسی اپنے یار سے کہنا
اور یہاں دل کی بیقراری سے — روز دو تین چار سے کہنا

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلاتے تھے سنہ [illegible] ہجری میں انتقال کیا شعر ان کے اچھے ہوتے ہیں ان کے دیوان و مثنوی راز و نیاز و مثنوی حسن و عشق و مثنوی سبیل نجات نظر سے گذری +

علاقہ سے آزادگی تھی بسر + — جنون جن و نون اپنا زنجیر پا تھا
نہ تھی فکر پوشش کی دیوانگی میں — اس اندیشہ کو بھی تہ کر رکھا تھا
نہ بالین کی خواہش نہ بستر کی حسرت — نہ پروا کلہ کی نہ شوق قبا تھا
فقط گرد کی تہ تھی پیراہن تن — نہ کچھ اور پاس اپنے اس کے سوا تھا
کہا اے کہ کیا تو نے اے ہوش کیا ہے — لباس اپنے تن پر وہی خوشنما تھا

سالس تخلص سید محب علی کانپوری شاگرد مونس مرثیہ گو +

باہیں گلے میں ڈال کے اوس شوخ نے کہا — ہیں کامیاب وصل جو یکبار ہو گیا
مدت سے خفتہ بختی کا شکوہ تھا آپ کو — کیسے نصیب آج تو بیدار ہو گیا

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع وطن انکا کابل مولد دہلی تلمیذ شاہ حاتم ایام شباب میں لکھنؤ میں جا کر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربوں میں منسلک ہوئے سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں انتقال کیا سودا نے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن قصیدہ گوئی میں اپنے عہد میں بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

سودا جو کبھی گوش سے ہمت کے سنے تو — مضمون یہی ہے جرس دل کے فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ — دنیا سے گزرنا سفر ایسا ہی کہاں ہے

ولہ

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا +
کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

ولہ

سینے پہ سودا اسے کہا ایک دن — غم ترے کیا سینے میں گھر کر گیا
سنکے کہا جو کوئی آیا سو یہاں — سیر یہ انداز دگر کر گیا

ایک جو مانند گل اس باغ مین — خرم و خندان ہو گذر گیا
ان کی شبنم کی روش دوسرا — شام سے رو رو کے سحر کر گیا
کیا تجھے اب فائدہ اس ذکر سے — ہر کوئی یک طرح سے بسر کر گیا

ولہ

سودا کی کہتے ہین کہ ہے اوس سے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اور ونکی نسبت اندنون کچہ لگ چلا تہا و — دو چار روز کیون ہین یہ مستور ہو گیا

ولہ

گرچہ رویا ہین ترے غم مین بہت سا لیکن — اپنے رونے کا مجھے رات سلسل بہا یا
خون کے ہر قطرے سے کہتا تہا یہی لخت جگر — تو مژہ تک بھی نہ پہونچا کہ مین یہ آیا

ولہ

تجھین عجب معاش ہے سودا کی اندنون — تو بھی ٹک اوسکو جا کے ستمگار دیکھنا
نے حرف و نے حکایت و نے شعر و نے سخن — نے سیر باغ و نے گل و گلزار دیکھنا
خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب — تنہا پڑے ہوے در و دیوار دیکھنا
یا جا کے اوس گلی مین جہان تہا ترا گذار — لے صبح تا شام کئی بار دیکھنا
تسکین دل نہ اس مین بھی پائے تو پہر شغل — پڑہنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا
کہتے تھے ہم نہ دیکہہ سکین روز ہجر کو — پر جو خدا دکھاے سو لاچار دیکھنا

ولہ

اک روز ایک یار نے اوس شوخ سے کہا — سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا
بولا کہ حق بطرف ہے اس امر مین کہ یار — جب ہی ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا
اتنا تو وہ برا ہے کہ چہرے کا اوسکے رنگ — ہر عمر اوسکی شکل سے بیزار ہی رہا

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکہنو مین سکونت کی تہی خط شفیعا و نستعلیق خوب لکہتے تہے تیر اندازی مین اچہا دخل رکہتے تہے شعر اس انداز

قطعہ منتخب

ابھی اے شیفتہ واقف نہیں تم	کہ باتیں عشق میں ہوتی ہیں کیا کیا

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی پسر خوانده و خواہر زادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے ہیں ۱۲۷۲ھ ہجری میں انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

عجب طرح کی حوادث ہیں بحر ہستی میں	ہر اک کا حال یہاں مثل نقش آب رہا
کمند لیکے وہیں موج ہو گئی موجود	جہاں ذرا سر اوٹھاتے ہوئے حباب رہا

ضبط تخلص منشی کنہیا لال سررشتہ دار کلکٹری ضلع فرخ آباد خلف موہن لال مراد آبادی

صدمے اوٹھا چکا تھا بہت عشق زلف میں	سمجھے تھے ہم تو دل کو کہ ہشیار ہو گیا
زنجیر کبھی کے آج کھلے بال دیکھکر	ناداں پھر بلا میں گرفتار ہو گیا

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولاد میں تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہاں سے آکر لکھنؤ میں مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت میں تھے اور اون کے حکم سے اپنے دیوان کو مرتب کر کے نام تاریخی اوسکا گلزار مضامین رکھا تھا بعد ازاں بنگالہ میں آکر مدت تک ڈھاکہ میں نواب شمس الدولہ بہادر کی رفاقت میں رہتے تھے سنسکرت میں اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات ان کے لاجواب ہوتے ہیں کلیات انکا نظر سے گذرا

ہو اجازت تو بزم میں تیرے	آج رہنا ہو گوشہ گیروں کا
اب کہاں جائیں سر پہ آئی شام	بستر ادور ہے فقیروں کا

ولہ

خاک پر گل جو نقش پا کی طرح	اوسنے میرے تئیں گرا پایا
خوش ہوا اتنا دیکھکر گویا	خاک پر سے ہے کچھ پڑا پایا

ولہ

جب چلپش کو ملی بوسہ لئے اوس لب سے نہر — تب فقیرونکی طرح شعر وہ پڑہتا یہ چلا
بیٹھواہین کسی پہ زور نہین یا محبوب — جو دیگا وسکا بہی بہلا جو ندیگا اوسکا بہی بہلا

ولہ

یک چند طوف کعبہ مین ہو حق کہا کیے — یک چند رہکے دیر مین شور و فغان کیا
لیکن ہزار شکر کہ پہر اخت یار — میخانہ مین توسل پیر مغان کیا

ولہ

بوسہ دیتے کل کچہ سوچکر جو ہٹ گیا — تہا کسی غماز کا شاید وہ بہکایا ہوا
پہ بہی سب جہوٹ اپنی قسمت ہی پہری ہے ورنہ تو — منہ سے پہر جاتے تو الا یک بیک آیا ہوا

ولہ

کنج تنہائی مین کوئی مونس و ہمدم نہین — اب در و دیوار سے جی مجہکو بہلاتا ہوا
رات کو سوتا جو دل تو ایک سے دو تہی بہلے — آہ اس مرحوم کا کس وقت مرجانا ہوا

ولہ

کچہ بہو تار آتے ہین ولائیت سے نظر — ہے یہی صورت تو جینا مجہکو مشکل ہوئیگا
گاہ تو عارض گہی گیسو گہی بیمار چشم — ایک جی تیرا بہلا کس کس پہ مائل ہوئیگا

ولہ

دل مین آتا ہے کہ اوس شوخ کی محفل مین کبہی — ساتہ لیجاؤن کوئی اور طرحدار لگا
یون کرون عرض کہ ہے جنس یہ دلکی حاضر — قیمت بوسہ پہ دیتا ہون مین ناچار لگا
آپ لیتے ہین تو لین ورنہ کہو دون اسکو — ساتہ پہرتا ہے کئی دن سے خریدار لگا

ولہ

کل ملپش ہمنے جو دیکہا ایک مزار — لوح پر اوسکے یہی مرقوم تہا
فاتحہ پڑہ جا ادہر بہی راہرو — مین بہی گاہے ہستی موہوم تہا

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم صاحب

بس ہے سینے کو چند روز کو اشک — لخت دل جب تلک ہی کھانے گا

ولہ

کہاں تک یار کے قائم مرے اس عالم سے — رفتہ رفتہ جو گذر جانے کا مذکور گیا
سنکے انشا تو کہا حیف کہ اس دنیا سے — ناز برداری معشوق کا دستور گیا

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ واجد علی بادشاہ اودہ کے مصاحب تھے کلکتہ مین بادشاہ کے ہمراہ آئے تھے رقعہ [illegible] انکے دوستون مین سے تھے ترجمہ شمشیر خانی اور دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف عاشقانہ کہا کہتے تھے [illegible] ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

قطعہ

وعدہ آنے کا کیا تھا اور تم آئے نہ تھے — آہ میرے منہ پہ کہتے تھے اثر لینے گیا
نالہ غل کرتا تھا دل سینے کیا مطلب ترا — کرتے تھے ہر پل اشارہ چشم تر لینے گیا
جذب دل کہتا تھا کھینچا ہے ادھر لینے ادھر — عشق کہتا تھا یہ کار سخت تر لینے گیا
اور سینے کی بھڑک کہتی تھی جو حق ہے وہ کر — کر دیا بیتاب اور رہی ادھر لینے گیا
کہتے تھے سینے کی آگ اور محبت کا دل کر کرم — مہربان مدت پہ تیرے حال پہ لینے گیا
الغرض سب ہند و احسان یہ سب کرتے رہے — انتظار آمد آمد تا سحر لینے گیا
تم نہ آئے رات بھر کیا زور تھا تیر مگر — شہر سارا ان سبھوں سے رشک قمر لینے گیا

ولہ

بدل ہے انس سرور و الم سے گو مجکو — نفاق انمین ہے ہر ایک ہم نہین رہتا
جو غم ہوا تو فراق سرور مین رویا — ہوا سرور تو غم ہے کہ غم نہین رہتا

ولہ

اے پری حیف ہے کہ سودا اثر ہے عاشق کو ہوا — وہان یک لخت طبیبون کو مرا بھول گیا
نبض دیکھی جو کسی نے تو اوڑ ہوا ایسے ہوش — نسخہ لکھنے کو جو بیٹھا تو دوا بھول گیا

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندہ کڑا مانکپور شاگرد جرأت

وقیام الدین قایم بزرگ ان کے ارباب مناصب تھے یہ درویشی اختیار کرنے سیاحت کرتے تھے انکا دیوان اور تذکرہ شعراے اردو نظر سے گذرا شعر اچھا کہتے تھے

آہ جو کچھ ہمسے ہوسکتا سو کرچکتا ولیک — ایک دن تمکو نہ شوق کارفرمائی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجکو وحشت نے کمال — مین تماشائی تھا جسکا وہ تماشائی ہوا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین خان شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنئو مین رہتے تھے اور فارسی کہتے تھے

صبا اتنا پیام جان محزون اوس سے کہدینا — کہ اسے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا
جدائی سے ترے دم آرہا ہے اسدم آنکھو نمیں — جو آنا ہو تو آہو تا ہے رخصت میہمان اپنا

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد مانی شروع جوانی مین دہلی گئے تھے آخشہ الامر لکھنئو مین جا کر اپنی زندگی بسر کی کچہ روزون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور پر گو ایسے کہ آج تک شعراے اردو مین دوسرا نظر نہ آیا چنانچہ آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان فارسی بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین لکھے ہین اشعار ان کے نہایت آبدار و عاشقانہ مطبوع طبائع طباعان زمانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے ان کے نظر سے گذرے

یوسف بھی اپنے عہد مین کچہ تجھسے کم نہ تھا — اوسکا بھی حسن رونق بازار ہو گیا
پر تو وہ جنس نغز ہے بازار دہر مین — سودے مین جسکے مجکو خریدار ہوگیا

ولہ

پکڑکر ہاتھ اوسکا مین لیا چوم — طمانچہ اوسنے جب جہپ اوٹھایا
وہ غافل تھا مگر بیداری سے یعنی — مزا یون چاہ کا اوسکو چکھایا

ولہ

بٹی کے نیچے پایا تعویذ و نکا دفینہ — کہتے ہین کل یہ اوسکے ہمراہ گھر سے نکلا

بجا وہ کیا تہا اوسنے میرے لیے جیب اولٹا — اتنی ہی بات پہ پس اغیار گہر سے نکلا

ولہ

ایک بوسہ مانگتا تہا تصور کے لب سے جان — ہین جنس حسن کا تو خریدار گرچہ نہتا

پہ جیت تم سے اتنی بہی ہمت نہو سکی — اس مین زبان خوبی رخسار گرچہ نہتا

ولہ

اے مصحفی مین تجہسے کہون ایک ماجرا — سنتا ہے اسطرف کو تک اے یار دیکہنا

لیکن یہ شرط آنکہ تجہے میرے ہی قسم — کیجو کسی سے اسکو نہ اظہار دیکہنا

کچہ اندنون مین آگئے کہ نسبت ترا رفیق — بے طرح ہو چلا ہے یہ اطوار دیکہنا

باور نہین ہے تجہسکو اگرچہ مرا سخن — تو آپ جاکے تو یہ شب تار دیکہنا

دیوار و در ہین اوسکے تک ایک کہلی چشم گوش — سننا یہ حرف اور یہ اصرار دیکہنا

چہپتا نہین ہے اوسکو خبر تو کہتا ہی اوس سے یون — کوئی کہڑا نہو پس دیوار دیکہنا

پس اپنے جی سے یکدگر اوس شہر کی مین — ہے ہر کسی سے گرمی بازار دیکہنا

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہوگلی اخر ایام مین بعبارت اونکی حیاتی رہتی سنی چار سال کا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تہے راقم کے ملاقاتیون مین سے تہے

یاد مین اوس گل کے رویا صبح جو گلشن مین مین — بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا

غنچہ نے پہاڑا گریبان گل کا دامن چاک تہا — چشم نرگس سے بہی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص میر نظام الدین مخاطب بہ فخر الشعرا استاد محمد اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت مخاطب بہ ملک الشعرا اپنے والد سے کسب سخن کرتے تہے وطن انکا سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی بعد تون لکہنو مین رہے آخر عمر مین اجمیر کی کوہستان مین سکونت کی تہی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تہے سنہ [illegible] ہجری مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند ان کے وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

ضعف ہے مانع تحریر و لیکن قاصد
اوسے پیغام زبانی یہ سنانا اپنا
مثل شمع سحری رہگذر شوق مین ہے جان
دم ہے مہمان ہونٹون پہ اے ماہ یگانا اپنا
اگر آنا ہے تو آ ورنہ کوئی دم مین اب
عدم آباد کو نزدیک ہے جانا اپنا

۲۸ **منجور تخلص** منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی حیدر مرحوم باشندہ چھچھرہ ضلع ہوگلی بزرگواران کے ولندیزون کے عہد مین دہلی سے آکر وہین بسے تھے انکا بلد چھچھڑہ جاے تربیت دارالامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

گاہ روتا ہون گہے ہنستا ہون اپنے دھیان مین
شکل دیوانہ کبھی پھرتا ہون گھبرایا ہوا
دیکھکر کہتا ہے کوئی ہے اسے آسیب جن
کوئی کہتا ہے پری کا ہے اسے سایا ہوا
یہ نہین واقف ہے کوئی ایک سے اِک تا ہزار
پاے گل رشک چمن پہ دل جو ہے آیا ہوا

۲۹ **منصف تخلص** منصف علی خان باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی شاگرد نظام الدین خان ممنون قوم افغان سے تھے فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

جی ڈہر کتا ہے ہاے قاصد نے
جب کہ نامہ اوسے دیا ہو گا
ٹرپکے احوال زار منصف کے
در جواب اوسنے کیا کہا ہو گا

۳۰ **منظور تخلص** قمر الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین دارو غۂ ضلع سرائے شاہی باشندۂ موضع جوت پرتاب متعلق مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

کیا خوشی کے مثل بلبل روز و شب تہو چہچہے
جن دنون آغوش مین وہ غیرت گلزار تہا
گرم رہتا تہا سدا ہنگامۂ عیش و طرب
شمع بزم عیش وسکا شعلۂ رخسار تہا
پیار کی باتین تہین ہر دم اور الفت کی نگاہ
میرے دلجوئی کا خواہان وہ شکر گفتار تہا
دور گردون سے تہا امن و دور مین تہا جام مے
نقل مے وہ بوسۂ لبہاے شکر بار تہا
تفرقہ پرداز گردون رشک کہاتا تہا مدام
وصل شوخ مہ جبین تہا طالع بیدار تہا
رات بہر منظور اب روتا ہون کہہ کہہ کر یہی
ہاے وہ دن کیا ہوے جو مین تہا اور دلدار تہا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم خلف حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی شاگرد شاہ نصیر دہلوی سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم نجوم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و رنگین ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گذرا

زانوی بت پہ جان دے دیکھا
مومن انجام و اختتام مرا

بندگی کام آ رہی آخر
مین نہ کہتا تھا کیون سلام مرا

ولہ

دلکی بیقراری سے ہر طپش زمین فرسا
ہر خزمین گردون شعلہ ہر فغان اپنا

دیکھیے پس مردن حال جسم و جان کیا ہو
مدعی زمین اپنی دشمن آسمان اپنا

ولہ

وہ نوجوان عابد و زاہد کہ سب جسے
کہتے تھے مومن اور بہت دیندار تھا

کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہون
جو تھا سو اوسکو دیکھکے زار و نزار تھا

غیرت کی جا ہے اون صنمون نے کیا خراب
ملنے سے جنکے معتقد ننگ و عار تھا

بیمار کر دیا شب ہجر بتان نے آہ
کیا ہو گئے وہ روز کہ پرہیزگار تھا

یا تو ہمین ڈراتے تھے خورشید حشر سے
یا اپنے سر پہ داغ جنون شعلہ بار تھا

اختر شماری شب غم نے بھلا دیا
جتنا خیال پرسش روز شمار تھا

ہر ایک کی طرف نگہ یکسا نہ تھی
کسکی نگاہ لطف کا امیدوار تھا

ہمت سے اور ناز اوٹھانیکی آرزو
باقی تھی گو کہ ضعف سے جینا بھی بار تھا

ہر دم ہوا ہی آہ سے اوڑتی تھی منہ پہ خاک
جتنی کہ سر مین گرد تھی دلمین غبار تھا

زخمون مین سکہ مشک بھرا تھا ہمین کیا کہون
عالم بدن کا اوسکے عجب لالہ زار تھا

آنکھونسے چند جدول خوننابہ ہین روان
چہرہ جو ناخنون سے سراپا فگار تھا

نے راحت فگار نہ آسایش و شکیب
نے طاقت و توان نہ سکون و قرار تھا

نے ہوش و نی حواس آرام و نہ قرار
نے صبر و نے تحمل و نے اختیار تھا

کیا کشمکش نے دونو نکو بیحال کر دیا
سینے نزد رہا تہ مین نہ گریبان مین تار تہا

جنبش بہی تہی محال تڑپنا تو یک طرف
کاہیدہ جسم ضعف سے کوہ وقار تہا

ہو خود ہی ہجر اس تو احوال درد دل
کس سے کہو خبر ہی نہین کون یار تہا

گو ہاتہہ سے اشارہ تہا نی زبان سے بات
تو بہی تو حال دست و زبان آشکار تہا

اسواسطے کہ خاک پہ انگشت دست سے
رہتی سجال بندہ خدایا نگار تہا

اور اک پہ تیغ شعلہ فشان و زبانہ خیز
تہا لہ رنیہ کام و زبان بار بار تہا

آغاز کار عشق مین انجام کار تہا
مین کیون فنا ہی ہستی بی اعتبار تہا

میر تخلص میر محمد تقی اکبر آبادی ولد میر عبد اللہ شاگرد و ہمشیرہ زادہ سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تہے وہان سے لکہنؤ مین جا کر سکونت اختیار کی تہی نواب وزیر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تہا ۱۲۲۵ ہجری مین فوت کی سوا ے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تہے خصوصاً مثنوی و غزل گوئی مین لاثانی تہی اشعار ان کے بغایت مرتبہ رتبہ بلند رکہتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین انکے چہ دیوان ریختہ مع قصائد و مثنوی نظر سے گذرے ایک دیوان فارسی ایک تذکرہ شعرا ایک رسالہ میر فیض بہی ان سے یادگار ہے انکی استادی سے کسیکو انکار نہین

کل پاون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا
یکسر وہ استخوان شکستون سے چور تہا

کہنے لگا کہ دیکہکے چل راہ بے خبر
مین بہی کبہی کسیکا سر پر غرور تہا

ولہ

اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل
ایک سے ایک عدد آنکہ سے بہتر نکلا

گنج کاہی جو کی سینے کی غم ہجران نے
اس دفینے مین سے اقسام جواہر نکلا

ولہ

آئے نظر جو گور سلیمان کے ایکدن
بالین پہ اوس مزار کے تہا یہ رقم ہوا

اے سر کشو جہان مین کہنچا تہا ہم نے
پایان کار مور کی خاک قدم ہوا

قطعہ منتخب

ولہ

بتون کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا	وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا
وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پھوڑا تھا	وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا
تمام عمر گئی اوسپہ ہاتھہ رکھتے ہے	وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا
ستم مین غم مین سر انجام اوسکا کیا کہیے	ہزارون حسرتین تھین اپنے جنکو بار رہا
بہا تو خون ہو آنکھون کی راہ سے نکلا	رہا جو سینۂ سوزان مین داغدار رہا
سو اوسکو ہمسے فراموش کاریون لیگئے	کہ اوس سے قطرۂ خون بھی نہ یادگار رہا
گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر	مین میر میر کر اوسکو بہت پکار رہا

ولہ

بے زری کا نکر گلہ غافل	رہ تسلی کہ یون مقدر تھا
اتنے منعم جہان مین گذرے	وقت رحلت کے کس کنے زر تھا
صاحب جاہ و شوکت و اقبال	ایک ازان جملہ اب سکندر تھا
تھے یہ سب کائنات زیر نگین	ساتھہ مور و ملخ سا لشکر تھا
لعل و یاقوت و ہم زر و گوہر	چاہیے جس قدر میسر تھا
آخر کار جب جہان سے گیا	ہاتھہ خالی کفن سے باہر تھا

ولہ

یہان بلبل اور گل پہ تو عبرت سے آنکھ کھول	گلگشت سرسری نہین اس گلستان کا
گل یادگار چہرۂ خوبان ہے بیخبر	مرغ چمن نشان ہے کسی خوش زبان کا

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی [illegible] نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ امام بخش ناسخ نے اس امر کو مندرج کر کے یہ رباعی موزون فرمائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعدا عداوت سے غلام	میراث پدر مین [illegible]

۳۰۴

اس دعوی باطل سے ستمگارونکو | حاصل یہ ہوا کر گئے مجکو بدنام

ولہ

مشہور ہے گرچہ افترائی اعمام | پر کرتے نہین غور خواص و رعوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے | میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بشتیر مثالیہ اور نہایت پرمضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعراے متقدمین ومتاخرین فارسی گو کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روزون محمد علیسے تمنا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوگئے تھے سواے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل رکھتے نہ تھے ۱۲۵۵ھ ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گذرا

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین | عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینہ زانوے سکندر کا شکستہ تھا | کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک مین جم کا

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف الصدق نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

اغیار سے دیکھکر ترا ربط | دل میرا جو بیقرار ہوگا
جا بیٹھو نگا در پہ غیر کے مین | کیا یہ بھی نہ ناگوار ہوگا

ولہ

دوست اور یہ ضد کہ جو اوس سے کہا | کہکے لوگونمین مجھے رسوا کیا
سنتے چلکر بات کرنی چھوڑ دی | اوسنے چپ رہنے کا بھی چرچا کیا

نالان تخلص میر وارث علی خلف میر ارزانی باشندہ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گذرے

نالان جو اکدن مین کہا اپنے یار سے | ملنا بھی اب ترا مجھے دشوار ہوگیا
میرے زبان سنتے ہوئے بنایا سخن تمام | بولا بھی وہ جھڑک کے بہت بار ہوگیا

قطعہ منتخب

۱۷ **ناسخ تخلص** جامع اوراق میرزا عبدالغفور غفرلہ ذنوبہ

کرتے ہین اونکے تصور سے جو ہم شکوۂ بخت — کہ کسی رات سمجھے وصل میسر نہوا
خواب مین آکے وہ فرماتے ہین کہیے توسہی — وعدۂ وصل وفا آپ سے کیونکر نہوا

ولہ

تجھسے ناسخ کہے کیا کہ عجب حالت تہی — جس گہڑی راتکو بیمار ترا مرتا تہا
کوئی لیسین سناتا تہا کہڑا بالین پر — اوسکے حق مین کوئی رو رو کے دعا کرتا تہا

ولہ

بیوفائی سے رقیبون کے ہمیے پچتانا کیا — معتبر آپکے کبہی قول کسیکا نہوا
تم مرے ہی پاس تہے پر کہو مجھ بدنصیب کی بد نصیبی تہے — کہیے جو مینے کہا تہا وہ ہوا یا نہوا

۱۸ **نظیر تخلص** ولی محمد اکبر آبادی روضۂ ممتاز محل عرف تاج گنج کے متصل رہتے تہے معلمی کرتے تہے بیشتر مخمس و مسدس و ترجیع بند کہتے تہے کلیات انکا نظر سے گذرا

عجب سیر دیکہی نظیر اس چمن کی — ابہی وصل تہا نرگس و نسترن تہا
ابہی یکدگر جمع تہے سنبل و گل — ابہی تہا بہم جوش سرو و سمن تہا
ابہی چہچہے بلبلون کے عیان تہے — ابہی شور تہا قمرے نعرہ زن کا
گہڑی بہر کے پہر بعد دیکہا یہ عالم — کہ نام و نشان بہی نتہا وہان چمن کا

۱۹ **وزیر تخلص** خواجہ محمد وزیر لکہنوی خلف خواجہ محمد فقیر نامی شاگرد امام بخش ناسخ سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے شعر اچہا کہتے تہے ۲۲ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲ ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گذرا

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن — دریا روان ہوا مرے چشم پر آب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شتاوری — حلقہ بہنور کا بن گیا حلقہ رکاب کا

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی مرید و شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ شعر صاف و شیرین کہتے تہے سنہ ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

قطعہ منتخب

کیا دن تھے وہ بھی آہ کہ جن دنون	راتون کو اپنے پاس وہ گلفام رہ گیا
مدت ہوئی ہے انسے ملاقات بھی نہیں	آنے سے بلکہ نامہ و پیغام رہ گیا

ہمدم تخلص سید محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد خلف سید محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

اکدن مانگا تھا بوسہ میں نے اوس سے پیار سے	سنتے ہی اس بات کے غصہ ہو فرمانے لگا
کیون جی تم کرنے لگے ہو قصد گستاخیان	یہ خیال اب آپکے خاطر میں بھی آنے لگا

ہوس تخلص نواب محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب تذکرہ سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ لیلی و مجنون کے مضمون سے کوئی غزل انکی خالی نہین محض غلط ہے اشعار ان کے بحر متقارب و متدارک مین بہت خوب ہوتے ہین انکی مثنوی لیلی و مجنون و دیوان نظر سے گذرے

کیا غضب ہے کہ کسی سے نکرون بات بھی مین	بیٹھے چپ رہنا ہی بھاتا ہے مرا تمکو کیا
تم خفا ہو گئے کیون یہ بھی ستم ہے کوئی	اپنی قسمت کا مین کرتا ہون گلا تمکو کیا

ولہ

درمیان میرے اور اونکے خفگی تھی بارے	لیکن اب بات مین یاد کیا تمکو کیا
دو پہر دشمنونکو اونکی ہوا ارشاد سو مین	جون ہی کہنے لگے یہ بولا کہ ہوا تمکو کیا
تا نکر منہ پہ دوپٹا بدم سرد کیا	تم لگے پوچھنے کیون میرا اٹھے تمکو کیا

ولہ

ہرچند وہ سوئے مری چھاتی سے لگکر	لیکن مجھے اوس رات بھی آرام نہ آیا
دو ہر کے ہی شب ہجر کے مضطر ہی تا ہین	کچھ وصل کی لذت کا مزہ مین نے نہ پایا

ردیف باے موحدہ

جرأت تخلص پیچھے ایان حال انکا بتفصیل تحریر ہو چکا ہے—

قطعہ منتخب

سبھی دیکھا کیے قطرہ نہ پایا ایک کو بھی
شمع کی رال ٹپکتی تھی کبھی جام کو دیکھ

رات پیتے رہتے ہم اور بت بے پیر شراب
مانگتا تھا کبھی منہ کھول کے کلگیر شراب

ردیف بائے فارسی

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسہ میر شیر علی افسوس باشندہ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین اطراف ایران وپنجاب وہندوستان ورنگون وغیرہ بہت سے ملکون کی اور شہرونکی سیر کی ہے ۔

راہ مین پا کے جو اوس بت سے کہون
کہے منہ پھیر کے اک شوخی سے

میرے گھر بھی تو کبھی آئیے آپ
پہلے منہ اپنا تو دھو آئیے آپ

ردیف تائے فوقانی

جرأت تخلص قلندر بخش پیشتر حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

شب وصال مین جو کیجئے عیش سو وہ کہان
کہ شغل اور تو کیا ہے مگر گلہ کرنا

عجب طرح سے گزرتی ہے اب ہماری رات
فغان ونالہ و فریاد و آہ وزاری رات

ولہ

جدا ہوئے ہون جو اوس لب سے تا دم صبح
یہ ہائے اتنی وہ صحبت نہین ہے خواب مین بھی

میسر ایسی بھی آئی ہے لاکہ باری رات
اسی خیال مین ہم جاگتے ہین ساری رات

ولہ

کہا مین نے جو کل اوسکو کہ چل ٹک پاس جرأت کے
تو بولا وہ بت کافر خدا کا نام لو صاحب

دم آخر غنیمت جان اوس بیمار کی صحبت
غضب ہے ہین بھلا اور ایسے بد اطوار کی صحبت

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم مرحوم دہلوی شاگرد نصیر دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی وعاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس وقت کا

قطعہ انتخاب

دیکھا ہستی گل قالین کو نہ آنکھوں نے کبھی
اور نہ کانوں سے سنی بلبل تصویر کی بات

ولہ

جو ایک ڈھنگ پہ ہو بات تو کہا جائے
سمجھ میں آتی نہیں شوخ مہ جبین کی بات
اگر زمین کی پوچھوں تو آسمان کی سے کہے
جو آسمان کی پوچھوں کہے زمین کی بات

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور انکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے ✣

گیا تھا کیوں زن خسرو کی تاک میں فرہاد
کہ سنگ راہ ہوئے کوہسار کی صورت
یہ وہ مثل ہے کہ کیا اختیار مزدوری
بنی نہ حبیب کہ کھوئے وزگار کی صورت

ردیف تائے ہندے

آتش تخلص خواجہ حیدر علی لکھنوی خلف خواجہ علی بخش شاگرد مصحفی اشعار انکے عاشقانہ و پر مضمون بہت خوب ہوتے ہیں سوا سے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے سنہ ۱۲۶۳ ہجری میں وفات پائی دو دیوان انکے نظر سے گذرے

کیا عجب ہے جو وہ گیسو ہو سرنگ
لیں متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہیں کہ فوج جنگی سے
نہیں سر دار پھر لیتا لوٹ

انشا تخلص انشاء اللہ خان ذکر انکا پیشتر ہو چکا ہے ✣

رہم سے ہم دونوں گرے فرش پہ اس وقت اُلٹ
رہگیا اونکا دوپٹہ بھی چھپر کھٹ سے لپٹ
جھٹ کہا کہنے لگے کہنے کہ اگر ایسا ہے
ہے کلا کھیلنا تجکو تو کسی نٹ سے لپٹ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان نورانی شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہروں کی سیر کی تھی کلکتہ میں بھی آئے تھے ریختی کے موجد تھے ریختہ و غزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۱ ہجری میں اسی برس کی عمر میں انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و غزل و فرس نامہ و حکایات رنگین و مجالس رنگین اور کئی مثنویاں ان سے یادگار رہیں صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد لکھا ہے

کیاہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخہ دریاے لطافت مین لکہاہے کہ اونہون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیاہے دیوان اور فرسنامہ اور مجالس رنگین اور منشٰیہی اونکی نظر سے گذری

ریختی

ستھکو لپٹی جو ہین زناخی سے
چین باہر وہو یون کہا رنگین

منہ پہ آنچل کی اوس سے کرکر اوٹ
ہے چمٹنا ترا مری سرچوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

مہجور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بشغل تجارت رہتے ہین شعر اچہا کہتے ہین کلام اپنا بر اقم الحروف کو دکہلاتے ہین

قطعہ

بیفائدہ ہین گریہ و زاری فراق مین
اوس سنگ دل پہ خاک بہی کرتے نہین اثر

مجرو رہین یہ نالہ و شور و فغان عبث
رو رو کے دے رہاہے تو کیون اپنی جان عبث

ردیف جیم عربی

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر لکہا گیاہے

کیون مکدر ہو تم تجلی سے
ہوئی کیانا موافقت اوس سے

ہم نہین جانتے کہ کیاہے آج
کہ مزاج آپ کا خفاہے آج

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہواہے

اے بیخبر جو تجہے لینی ضرور ہے
گذرا جو مین اودہر سے تو بس کیا کہون کہ لوگ

شاید ترا مریض ہوا ہی تمام آج
کیا کیا بیان کرتے تہے لیکے نام آج

ولہ

گالیان تو ہین محبت کی عبارت پیارے
کب مین کہتا ہون کہ لکہکر مجہے دشنام نہ بہیج

پہ یہ ڈر کا ہے کہ جاوے نہ کہین خط پکڑا | کر کے سرنامہ پہ تحریر مرا نام نہ بھیج

ولہ

کل تھے وہ ربط ہم سے وہ نظرین تھین پیار کی | ہر لحظہ تیری جانب وہ کیون نظر ہے آج
حیران ہون مین یہ بات ہے کیا مجھکو تو بتا | دلبر کا لگا ہے کیا یہ تجھے کسکا ڈر ہے آج

رند تخلص سید محمد خان ولد نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ خوب کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گذرا ۔

گور تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے | دست و پا کانپتے ہین پرسش اعمال ہے آج
آمد آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب | روح تھراتی ہے وحشت سے عجب حال ہے آج
مین تڑپتا ہون لرزتی ہے زمین کہتی ہے خلق | زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے بھونچال ہے آج

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پہلے لکھا گیا ہے ؂

اک بوسہ ملے تو کیجیے پھر قتل کیجیے | سمجھو اس آرزو سے ہی مجھ زار کا مزاج
یعنی دریغ رکھتے نہین اوس سے وقت قتل | جب پتھر پہ کہ ہووے گنہگار کا مزاج

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدرآباد دکھن کو گئے وہان ۱۲۵۳ھ مین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین ان سے بہتر لکھنے والا پیدا ہوا نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

پوچھا جو مینے اپنے مسیحا سے وقت سے | کچھ بھی ہے یعنی درد دل زار کا علاج
بولا کہ درد دل نہ تپ عشق ہے سمجھے | بیمار ہے جو تجھسے بیمار کا علاج
ہان ایک وہم ہے سو نہین آجتک ہوا | لقمان سے بھی وہم کے آزار کا علاج

ردیف جیم فارسی

جرأت تخلص میان یحییٰ امان قلندر بخش حال انکا آگے لکھا گیا ہے ؂

دونون طرف سے گرچہ طبیعت کا تھا لگاو | صحبت ہوئی پہ ایسی ہی اک انجمن کے بیچ
جو کچھ نہ کہنے پاے کہ مجلس ہوئی تمام | وہان جتنی چپین رہ گئی یہان من کی من کے بیچ

ولہ

کس کس طرح سے ذلت و خواری اوٹھا کے رات | جرأت گئے تھے یار کے ہم انجمن کے بیچ
تھا یہ خیال گر متوجہ ہو وہ ذرا | تو درد دل سنائیے شعر و سخن کے بیچ
پر کیا کہین کہ صبح سو وہان سے حسب حال | ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

ہے عرصہ یک شب کے برابر یہ جو دنیا | بعد اوسکے تو آخر ہے سبھی اپنا لا کوچ
بس گلشن آفاق مسافر کی سرا ہے | جیون غنچہ رہے رات کو اور صبح کیا کوچ

ردیف حاے حطی

جرأت تخلص شیخ یحیی امان قلندر بخش پہلے انکا ذکر ہو چکا ہے ٭

وہ دن گئے کہ روٹھتے تھے ہم تو سب سے تم | منت سے کہتے تھے کہ مناو کسی طرح
برسون مین اب جو آئے تو کہتی کسی سے ہو | یہان سے انہین تو ٹال بتاو کسی طرح

ردیف خاے معجمہ

جان صاحب تخلص میر یار علی لکھنوی ولد میر امن شاگرد نواب عاشور علی خان کے
اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کہتی ہے میری سیج کو تو دیکھتی شام ہے | ہوتا شفق کا رنگ ہے جب آشکار سرخ
اس کل موئی نے مانگ مین سیندور ہی بھرا | کرتی ہے یہ گنوار بھی اپنا سنگار سرخ

ردیف دال مہملہ

رنگین تخلص سعادت یار خان دہلوی حال انکا پہلے تحریر ہو چکا ہے ٭

جب اوس سے کہا کہ مجکو تم سے	ملنے کا ہے اشتیاق بیحد
یکبار وہ کہل کہلا کے رنگین	بولے کہ چہ خوش چہ انبساط

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ÷

خیال قد مین ہے قد قامت الصلواۃ فغان	غشی نماز ہے تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہے خم قامت	سجود سر کا ٹپکنا ہے اور اذان فریاد

ردیف دال ہندی

نور تخلص منشی صمصام حیدر ولد منشی حسن علی برادر بزرگ منشی اسد اللہ مجوز باشندہ ہوگلی ستیم ٹالی گنج کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا انکی طبیعت کو شعر گوئی سے نہایت مناسبت تہی کلام اپنا راقم الحروف کو دکہلائی تہی ÷

قاتل عاشق جو ہے تیغ نگاہ	انکو ہے چشم فتان پر گہمنڈ
کیون نہ زیبا ہے اسے تیغ زن	تیغ زن کو تیغ برّان پر گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا بیان ہو چکا ہے ÷

خط جو آیا تو ہوا شوق سے آصف کا یہ حال	رشک سے نامے کے سکو نہ دکہایا کاغذ
میان نامک مجہ میں آنکہو نپہ لے لیکے ملا	جن پہ ہے آنسو دیئے رو رو بہایا کاغذ

ولہ

کاغذ باد کے مانند اوڑا نگلیو نمین	یون ہی بربادکیا یہان سے گیا جو کاغذ
قاصدا انکی زبانی بہی یہی رو روکر	کہیو اوس شوخ سے جسوقت دیوے وہ کاغذ
پہینکدینا کہ ملا دینا کہ دہوڈالنا پر	اوسکے احوال کا یک مرتبہ پڑہیو کاغذ

ولہ

خون دل سے لکہا ہے عاشق نے	باندہ اسے شوخ خط تعویذ

فائدہ ہوگا حسن جہلکے گا	نکرے گا یہ کچھ ضرر تعویذ

انشا تخلص میر انشا اللہ خان انکا حال پیشتر تحریر ہو چکا ہے

گرچہ سیانون نے پڑھ افسون بہت اتوار اور	خون ہر ہر سے مرے واسطے لکھا تعویذ
جی جلا اپنا سا پھونکا کئی لونگ اور سپند	مشک سے سینہ پہ اگرچہ فلیتا تعویذ
جس پری کا مجھے سایہ تھا نہ اوترا اسکا	کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ
حاضرات اب نکرو اب نہ پڑھو سورۂ جن	دوستو جب رہو جاتے بھی دو کسکا تعویذ
شیخ جی چھو تو میان چڑھتے نہ گھوڑا لیجے	آب نیسان میں سے گوہر اسکو را تعویذ
خیر انشا کی جو چاہو تو بلا دو دو ہزار کہ	اوسکے بازو کا وہ نہہا سا رہو پہلا تعویذ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی مقیم لکھنؤ ولد میر غلام حسین ضاحک وطن انکا ہرات مولد و جای تربیت دہلی میر ضیاء الدین ضیا سے کسب سخن کرتے تھے شروع جوانی میں فیض آباد میں جا کر نواب سردار جنگ ولد نواب سالار جنگ کے رفیقون میں داخل ہوگئے شعر پر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی سحر البیان معروف بہ مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ ۱۲۰۱ ہجری میں وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی وفات کی تاریخ ہے کلیات انکا نظر سے گذرا ان سے ایک تذکرہ بھی یادگار رہے

در و دیوار پہ گو چین حسن نے اوسکے	اپنے احوال کا لکھ لکھکے لگایا کاغذ
تو بھی اوسنے نظر کی نہ اودہر دیکھا یا گا	نہ کہڑی بہر کیسی سے وہ پڑہا یا کاغذ
کس توقع پہ بہلا اب کوئی لکھے نامہ	وہاں بہر ابرہے لکھا یا نہ لکھا یا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے

اغیار نے شہرت یہ عبث دی ہے کہ احسن	ہے دل سے فدا جان سے قربان ہے اوسپر
یارب یہ خبر یار تلک کاش نہ پہنچے	تہمت محض و سہو ہے بہتان ہے اوسپر

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا بیان ہو چکا ہے

قطعہ منتخب

چھوڑے ہین اب کوئی دو چار بوسہ ہن لیے ... ٹھکیان لے گا لبون کی خواہ تو بوچھار کر
ہم نہین ڈرینگے ان باتون سے پیارے شوق سے ... اور غل کر اور چلا اور تو بہ دھاڑ کر

ولہ

گل سے زیادہ نازک جو دلبران رعنا ... ہین بیکلی مین شبنم کے پیرہن کے اندر
ہے مجکو یہ تعجب سو ینگے یار ون میلا ... یہ رنگ گور سے گور کیونکر کفن کے اندر

اوباش تخلص شیخ امیر الزمان میرزادہ لکھنؤ مصحفی سے کسب سخن کرتے تھے

فقیرانہ جو کل جا نکلے ہم اوس بت کے کوچے مین ... لگا یا ہمنے تہا وہان اور ہی پک تا کہ بستر
وہ شاہ گل خان آہمسے حسن خلق سے بولا ... ہمارے گہر مین چلکر کیجیے جا ہی پاک پر بستر
کہا ہمنے میانصاحب فقیرون کو برابر ہے ... سر یر عرش پہ بسرام ہو یا خاک پر بستر

جانصاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا پیشتر بیان ہو چکا ہے

جہجر مین باجی ایک مسلمان تہا کہا ... یہ چال اوسکی کہری کی نظر آئی زور پر
دلوایا نسب بات مین مردونکا فا کہ ... لو بٹلے گہر سے بہ جہنی یہ سٹکے مہور پر

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے

خدا کیو اسطے کہدیجیو مینا میر اتنا ... پکار اٹہو گہر مین کسیکو بامیر اکر
نکلوایا گیا ہے جو تمہارے گہر سے وہ مضطر ... پس دیوار رہتا ہے کہڑا دو دو پہر آکر

ولہ

کہبرانے سے تمہارے یہ ظاہر ہے اب کہ آپ ... بیٹھے تو میرے پاس ہین پر ہے مہربان پہ
جانا کہین ہے اور ہی تقصیر ہو معاف ... جو دل مین ہے تمہاری سو اپنی زبان پہ

ولہ

تغیر رنگ رو ہے پڑ ہائی ہے آستین ... ہے دو شمشیر پڑا ہو ادہر ان ادہر ادہر
ہلو ہے تجہ کس آئنہ رو کا نظر پڑا ... جرأت جو دیکہتا ہے تو حیران ادہر ادہر

ولہ

جبین کی کسکو خبر ہے زبسکہ حیران ہون ... نیچہ جیسے تو انکو نہین ہاتکی خبر

برنگ بلبل تصویر کیا کہوں سمجھے ۔ نہ مجھکو اپنی خبر ہے نہ گلستاں کی خبر

ولہ

اک آہ دل سے کھینچکے رہ جاتی ہیں ہم آہ ۔ دلکو مسوس سینے پہ ہاتھ اپنے مار کر
کہنا کسیکا یاد جب آتا ہے یہ ہمیں ۔ اتنا نہ پیچ پیچ کے تو مجھکو پیار کر

ولہ

ازل سے ہے یہ فلک آہ تشنہ قد پرداز ۔ رہیں نکھو نکہ ہیں اوس لیئے دلستان سے دور
ہٹا ہے عاشق و معشوق کو جو ایک جگہ ۔ یقین کیجیو تم ہی یہ آسمان سے دور

ولہ

یہ زیر زمین ہے سنا شور ہم نے ۔ قدم زور سے ٹک جو مارا زمین پر
کہ غافل نہیں خوب چال چلنا ۔ کبھی اپنا بھی تھا گذارا زمین پر

ولہ

سرگوشی ہو رہی ہے نہیں میری طرف سے ۔ شاید کہ رقیب اب اوسے سمجھا ہے کچھ اور
کل تک تھا ہم ربط ستی کی تھیں باتیں ۔ پر آج مرے حق میں وہ فرماتے ہیں کچھ اور

ولہ

بولی تھی اسکے دیکھ اگر غیرت آنکہ شکوہ ۔ گلے سے اوسکو اوٹھ آیا تھا رنجکی قسم کھا کر
دل ہی میں لکر ہاتھوں استیں آنکھوں میں کاٹی ۔ سحر ہوتے ہی پھر لی راہ اوس کوچے کی گھبرا کر

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم انکے حال کا بیان ہو چکا ہے ۔

آیا وہ دیکھنے کو ہمارے دم اخیر ۔ آخر کی اک نظر پڑی اوس نازنین پر
ہم سمجھے یہ کہ اپنا اور اوسکا ازل ہوا ۔ سو وقت تھا ملاپ دم واپسین پر

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے

پاکے تنہا جو کل دوگانا کو ۔ سینے چپاتی ملی جھپٹ کے زور
چونکتی ہی وہ بولی سسکی بھر ۔ اوہی میں مرگئی موئی دور گور

ولہ

جب کہا میں نے کہ میرے گھر چلو
گالے پر انگلی کو رکھکر یون کہا
تب مری گوئیان نے اے رنگین پکار
مین ترے گھر جاؤنگی اے دورپار

سودا تخلص مرزا محمد رفیع انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ❊

عقل سے نے اکدن آکر یہ کہا سودا سے
لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نکچہ پیارے
پاس یا ہمسے رہا کیجیے یا ہمسے دور
جسکا فقرہ رکھے تمکو دل عالم سے دور

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ❊

کسی نے رات کو پوچھا جو اوس سے محفل مین
تو مسکرا کے لگا کہنے تم نہین وا قفت
ابجی طپش کو کیا میں نے کس سبب سے دور
کچھ اک وہ باتین لگا کرنے تھا ادب سے دور

مصحفی تخلص غلام ہمدانی انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ❊

ایک کاتب نے یہ کہا راہ مین مجھکو
اے مصحفی ٹک دیکھ تو قسمت کا لکھا ہاے
ناگہ جو نظر میری پڑی اوسکی جبین پہ
ابتک بھی مین رکتا ہوا پھرتا ہون زمین پہ

ولہ

دوستو مصحفی خستہ کا کیا کیجے علاج
سوچ کر بہر خدا تم بھی تو کچھ بتلا دو
غم خوبان سے ہوا ہے یہ بیچارا آخر
کار افتادہ یہاں کار شمار آخر

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ❊

سب ستم ہاے نہان نظر و نہین تھے ناصح پوچھ
جو نقاب اوٹھے مرے آنکھونپہ پردا پڑ گیا
کیا کہون نہین غش ہوا کیا سوچکر کیا دیکھکر
کچھ نہ سوجھا عالم اوس پردہ نشین کا دیکھکر

میر تخلص میر محمد تقی انکے حال کا بیان ہوچکا ہے ❊

از زیارت کو قبر عاشق پہ
نکلے ہے میرے خاک سے نرگس
اک طرح کا ہے یہان بھی جوش بہار
یعنے ابتک ہے حسرت دیدار

نساخ تخلص جامع اوراق ❊

قاصد آنکھ سے قربان جان و دل یہ کیا کہا
جلد چلیے کر رہے ہین وہ تمہارا انتظار

ہم نہ مانیں گے نہ مانیں گے کبھی ۔ یہ غلط کہتا ہے تو اونکو ہمارا انتظار

ردیف راے ہندی

انشا تخلص انشا اللہ خان ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے ٭

انشا جو ہوئی ہووے سو ہو دل کہے ہے یون ۔ تا چند ضبط آہ تو اوس دلربا کو چھیڑ
لیجا کے چپکے چپکے دو شا اسکے نیچے ہاتھ ۔ ناخن گڑو کے چٹکی لے انگشت پا کو چھیڑ

ردیف زاے معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

تب سے ہم خاک نشین اوسکی گلی مین ہین پڑے ۔ گھر سے در تک بھی نہ آتا تھا وہ دکھلا کے ہنوز
اس ندامت پہ نظر کیجیے کہ پر وہ شوخ ۔ آشنا ہمکو سمجھتا نہیں واللہ ہنوز

ردیف سین مہملہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

ملا ہے تو یہ اطوار بھی نہیں پیارے ۔ ہر ایک بات کا الٹا کر جواب و برعکس
کہو ہو اپنی ہر اک اولٹی بات کو سیدھی ۔ ہماری سیدھی کو سمجھو اور سنو برعکس
خدا بچا رہا ہمین ہمسے چاہیے سیدھا ۔ تمہارے جیسی جہانتک کہ ہو کرو برعکس

ولہ

سوا ہے تیری لیے تیرا عاشق غم کش ۔ ذرا اٹھو فاتحہ پڑھ چلکر تا لگا دو سوا اس
وہ قبر سے نکل آئیگا مرا فر سہ ۔ تک اوسکی روح تو خوش ہو نہ والیلے سوا اس

انشا تخلص میر انشا اللہ خان انکا حال پیشتر لکھا گیا ہے ٭

مین جو شب اوسکے راہ مین لیٹا ۔ ہیچ حاکم رہا نہ خوف عسس ٭
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ پھر ۔ اونکی اونگلی کی چڑ ہگئی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو | نہیں ابتک کیا کسینے مس
مفت جل جائیگا پڑی بہی سرک | ارے ہین آگ اور تو ہی خس
جبکہ دیکھا کہ چہوڑتا ہی نہیں | تب تو ٹھہرے کہ دونگے بوسے دس
گن کے سو لیلی گیارہوان نہ سہے | مجہے بیٹھے کرے جو اور ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات | آٹھہ نو دس لیے ہوے بس بس

شراب تخلص شاہ شراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

بس کر ستم اے بندہ خدا سے تو ذرا ڈر | یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس
بس او سنتے یہ اپنی نکالی ہے نرالی | غم کہنے نپاوے کوئی غمخوار سے افسوس

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

یاد ہین اوسکے بہر کے تنہ ہی سانس | یہی کہتی ہون کرکے ہین افسوس
دیکہیے کب خدا ملاے گا | ابکی رنگین گئی ہین کالی کوس

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندہ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرحوم شہید سے

ہے اوسکے بینی کے پہلو مین یہ جو نقطہ خال | یہ ہے اشارہ کہ قتال عاشقان ہین دس
ادا و ناز و کرشمہ جفا و غمزہ و آن | نگاہ و چشمک و عشوہ سخن عیان ہین دس

ردیف شین معجمہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

گر چاہون زبانی کہون کچہ حال دل اوس سے | کرتا ہون اوسے دیکہکے تقریر فراموش
حیرت زدہ عشق ہون ہر طور ہے مشکل + | لکہون تو کرون سونچکہ تحریر فراموش

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کل جو میں نے کہا زنانی سے | جیجین آتا ہے مجہسے تیجی طیش
تو لگے کہنے یون وہ اے رنگین | بس بس اب مجکو مت دلا غش

ردیف صاد مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

کہا جو اوس سے نہین جانتا تو احسن کو | تو بولا کب تمہارے اوسکے درمیان اخلاص
مجھے تو اوس سے تمنا پیشتر تعارف بھی | وسلے ہوا ہے کئی روز سے اوس سے ہان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی شہیر شہر دہاکہ اشعار اردو فارسی خوب کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین۔

قطعہ

ہے موت وہ جسے ہوتی ہے دنیا کی طلب | اور مخمص وہ ہے جو رکھتا ہے عقبے سے غرض
ترک کر مخمور دنیا کو اوٹھا عقبے سے ہاتھ | تو اگر ہے مرد تو رکھ اپنے مولا سے غرض

ردیف طاے مہملہ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

پوچھا جو مین حسن سے کہ آیا ہے تیرا یار | افواہ یون اوڑی ہے [illegible] دیا غلط
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ ایسے کہان نصیب | باندھا ہے جھوٹ یار زبان [illegible] تو تھا غلط
وہ یار جنکی چہل ہے اکثر مزاج مین | ہنسنے لگے واسطے انہون نے کہدیا غلط

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

کیا ہمسے تم چھپاتے ہو ہم جانتے ہین سب | ہر روز آپ جاتے ہین چھپ چھپا کے چھط
مگر رقیب کا نام و نشان تک بتا دین ہم | کل اسکا تم وہ پڑھتے تھے ہمسے چھپا کے خط

عیش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

ابھی نہ وصل مین مصروف بوسہ ہوا ہے لیا | زیادہ کر نہ لب یار تک ہی ربط

که ایک دن تجھے چکھنی ہے تلخی ہجران
بھلا نہیں ہے جو ہو جائے نگہیں سے ربط

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے +

شکوہ کیونکر نکروں آپکا اے مشفق من
آگیا تھا جو اک دن مرے اغیار کا خط
لیکے قاصد سے بہت شاد ہوا میں جی میں
یہ سمجھکر مجھے آیا ہے مرے یار کا خط
کھول کر اوسکو جو دیکھا تو ہر اک سطر کے بیچ
تھا مرے قتل کا مضمون کہ تلوار کا خط
آپ کو اسکا جو باور نہو تو دکھلا دون
اب تلک جیب میں موجود ہے سرکار کا خط

ردیف طاے معجمہ

مخمور تخلص منشی اسد اللہ عرف علی جان حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

بھلا زبان وہ دے کیونکہ وصل کی مخمور
بیان میں آنہیں سکتا ہے دلربا کا لحاظ
نگہ بھی وہ جو کرے تو غرہ کی چلمن سے
ہے چشم شوخ میں اوس شوخ کی بلا کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے +

جب مرنے لگے بلبل شوریدہ قفس میں
آصف یہی کہتے تھے یہ تکرار دم نزع
صیاد نے تجھے بخش دیا خون میں اپنا
ٹک جا کے دکھا لا مجھے گلزار دم نزع

وله

گل ہنسکے بولا نالۂ بلبل پہ یوں پتنگ
کم ظرف دیکھ ہم بھی تو آخر ہیں یار شمع
رو رو کے یہ جواب دیا عندلیب نے
انصاف دل میں کیجیو اسے دل فگار شمع
ہے شمع کے بھی دلمیں محبت پتنگ کی
گر ہے پتنگ سوختہ جان بیقرار شمع
پروانہ کو جلا کے ہوئی شمع بھی تمام
جیتا بغیر یار کے ہے ننگ و عار شمع
فریاد و آہ و نالہ بھلا کس لیے کرے
جیتے سوئے پتنگ رہا جلتا یار شمع
گل مہربان سنا ہے کبھی عندلیب پہ
تو شکر کر کہ ہمدم وفا ہے شعار شمع

قطعہ منتخب

ہین آہ آہ و نالہ نہ کہینچون تو کیا کرون | جلتے ہین غم سے میری رگین مثل تار شمع

ردیف غین معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

ہین کیا کرون جو پہوسے ہین گل خوب ابکی سال | ای ہمصفیر تجہسے نہ کہ ماجرائے باغ
ہے عنقریب دیدۂ خونبار یہ مرا | دیوار و در قفس کا ابہی کر دکہائے باغ

ردیف فا

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

چمن ہین جب ہین اوس گلفام کو سنگ | کیا جون باد صرصر بے تکلف
کہا یاری تجہے میری بدولت | ہوئی جنت میسر بے تکلف

ردیف قاف

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

گئے تہے قبر تجلی پہ کل زیارت کو | کہ تہا شہید جفا ہائے کربلائے فراق
عجب کہ بہنے تو مانگی مراد وصل او بجا | دروں سے صوت حزین نکلی اک بہائے فراق

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ٭

اور گیا ہے رنگ رو کا ہو رہے ہین خشک لب | تیرے چہرے سے نمایان اب یہ ہین آثار عشق
چشم تر تیری کہو دیتی ہے درد دل ترا | کیا ہوا منہ سے جو تو کرتا نہین اقرار عشق
ہمسے بے حاصل چہپایا ہم بہی ہین واقف رموز | کیون نہین کرتا ہے جرأت ہمسے تو اظہار عشق

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ٭

طپش سے کہتے تہو وہ شب کو اختلاط کے وقت | لگا جو گرمی سے آتے ہی ایک بار عرق
خدا کے واسطے بس چہوڑ دے کہین مجکو | بدن پہ دیکہ مرے کیا ہے بیقرار عرق

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

لیلی نے جب مرقع عالم کی سیر کی	دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
پہچا نکر لگالیا چہاتی سے اوسنے پہر	مجنون پاے بستۂ زنجیر کا ورق

ردیف کاف عربی

حسرت تخلص مرزا جعفر علی ولد ابو الخیر دہلوی مقیم لکہنؤ آبا و اجداد اونکے عطار تہے کچہ دنون یہہ بہی اوسی شغل مین مشغول تہے بعد ازان مرزا جہاندار شاہ ولد شاہ عالم بادشاہ کی رفاقت اختیار کی تہی آخر ایام مین ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوے تہے کسب سخن سہر سنگہ دیوانہ سے کیا تہا اشعار اونکے نہایت خوب و مرغوب ہوتے ہین سنہ ۱۲ ہجری مین وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا

حسرت ہزار رنگ سے بولا مین جہوٹ سچ	لیکن کہ نوبت اوسکی سخن کی قسم تلک
لیکن سمجہ کے بات کو اوسنے اوڑا دیا	پہنچا نہ تہے ورنہ ہاتہ ہم اوسکے قدم تلک

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا تحریر ہو چکا ہے

تونے دیکہا کے جو رنگین مجہے کل	لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
بیٹہ اس سر کی قسم ہے اپنا	کیا رو رو کے لہو پانی ایک

صبا تخلص میر وزیر علی لکہنوی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے

تا کجا غم مرے مرنے کا کرا ے یار بنا	حال مشاطہ رہی مضطر باندہ کب تک
چشم آئینہ رہی دور سے کب تک نگران	دانت زلفون پہ لگائی رہی شانہ کب تک

فیاض تخلص جامع اوراق

دیکہون اوس جنگجو سے کب ہو صلح	اور زبان سے لڑے زبان کبتک
مل چکے سینہ اوسکے سینہ سے	سینے مین دل ہے تپان کبتک

ولہ

کب بہلاتے ہین دیکہون یاد مری	نزع مین دل خراشیان کب تک

جہان کتاب نکلتی ہے نساخ	۱	ترقی پیہم ہین چھپکیان کتب تک	

ردیف کاف فارسی

جرأت تخلص قلندر بخش حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے +

زلفت کو تری دیکھکے کہتے ہین یہ خوبان	ایسا تو کبھی ہمنے نہ دیکھا نہ سنا رنگ
گو اوسکی گرہ وہین مرقع ہین جہان کے	لیکن تری صورت کا سبھون سے ہے جدا رنگ
جو رنگ نزاکت ہے سو نقاش ازل نے	حق یون ہے وہ تصویر مین تیری ہے بھرا رنگ

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق حافظہ ایسا درست رکھتے تھے کہ تمام قصیدہ یکبار سنکے اول سے آخر تک یاد کرلیتے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکو باشندۂ بیلی بھیت لکھا ہے

تمھارا حلم ہے روکے جو یا علی تو رکے	نہ ذو الفقار کی یا شاہ سرزنش ہے تنگ
جو فرق دشمن دین پہ مثال برق گری	سوار و زین سے گذر آخری برش ہے تنگ

ردیف لام

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بیشتر رقم ہوچکا ہے +

پاس میرے کوئی اوس نہ جاے	مین پڑا رہتا ہون ورا وس سے نڈھال
ہان مگر دو چار بیٹھے ہین انیس	درد و اندوہ و غم و رنج و ملال +

تنہا تخلص محمد علی شاگرد غلام ہمدانی مصحفی مولد انکا دہلی جای تربیت و مسکن لکھنو شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

تمھارے بننے سے کیا حاصل ہے تنہا	نہین کہنے مین گو تیری ترا دل
کسیکا شعر یاد آیا ہے سن رکھ	نہ بول اوس سے برا ہے یا بھلا دل
دلست این جنگ نتوان کرد با دل	شود با ہر کہ خواہد آشنا دل

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا بیشتر رقم ہوچکا ہے

راقم حزدفت وطن انکا دہلی مولد کانپور ساکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

اسے ہوس ہوا وصل کی شب عرفہ تماشا / منہ اوسنے کیا داغ جگر کی جو مقابل
کیا اگر ہم کہی باست ظرافت سے یہ بیٹھے / سورج کو نہ دکھلا و چراغ اسے مہ کامل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ [illegible] دیوان انکا نظر سے گذرا

کس سے حال کیجے عرض حال کبیر / اس دل بیقرار کا احوال
وہ ستمگر تو کچھ نہین سنتا / ایک سے لے ہزار کا احوال
حق بجانب ہے وہ سنے کیونکر / کسکے حال زار کا احوال
ایک معشوق اور عاشق لاکھ / سنے کس خاکسار کا احوال
ہو وہین دس تو سنے بھی کبیر / ایک دو تین چار کا احوال

مضطر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان ولد نواب معتمد الدولہ شاگرد ناسخ و رشک انکا مولد لکھنؤ ساکن کانپور مدفن نجف اشرف یہ کربلا کو بھی گئے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

دو ہاتھ لگینگے تمہیں مرقد کی اک دن / عمارات عالی اوٹھانے سے حاصل
سوا اسکے کفن جسم مین کچھ ہونگا / لباس تکلف و کھانے سے حاصل
یہی ہے کہ نوبت بجی مقبرے پہ / سوا اسکے نقار خانے سے حاصل
جنازہ اٹھیگا بصد یاس و حسرت / سواری کی دہوم مچانے سے حاصل
سلائینگے تابوت مین تمکو اک دن / چھپرکھٹ مین آرام پانے سے حاصل
ملیگا کسے تکیہ مین فرش خاکی / سر فرش مسند پہ بیٹھے سے حاصل
ملے خاک مین کیقباد و سکندر / سر کبر و نخوت اوٹھانے سے حاصل
نہ جم ہے نہ وہ جام عالم نما ہے / طلسم الفلک ہاتھ آنے سے حاصل
ہوس لیگئی ساتھ شداد و قارون / عمارت سے حاصل خزانے سے حاصل
نہ کام آئیگا غیر نقد عمل کچھ / زمانے کا محصول پانے سے حاصل

مظہر تخلص ولی محمد اکبرآبادی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے +

اتنو ترے جفا سے یہ آنکھوں ہو نہین وعا	ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگا سکے دل
اور جبکہ تو فدا ہو وہ ظالم ہو اس قدر	جو معلقا ترا شدہ خاطر مین لا سکے دل
تجھبھی چند روز تو یہ کشمکش رہے	مجبور او دہر کرے وہ ادہر کو سکتا ہو دل
ناچار جیسے تجھسے چھڑاتا ہون دل کو مین	ایسا ہی تو بھی اوس سے چھڑا کر چھڑاے دل

ردیف میم

اسیر تخلص منشی مظفر علی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے +

ظلم تھوڑے بھی ہین بہت ہمکو	دیکھ ظالم کہ ناتوان ہین ہم
سینے سے ہمارے کیا حاصل	اسی فلک مشت استخوان ہین ہم

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے

صدقے ہوتا ہون جس گھڑی تجھکو	یاد آتی ہے اوس پری کی قسم
ہاے کہنا وہ اوسکا چپکے سے	تجھکو انشا ہمارے جی کی قسم

بقا تخلص محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس وطن انکا اکبرآباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ ریختی مین شاہ حاتم اور میر درد قدس سرہ سے کسب سخن کیا تھا اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اصلاح لیتے تھے میر و مرزا کے ہمعصر تھے شعر رنگین و شیرین کہتے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکے والد کے نام کے لکھنے مین غلطی کرکے سیف اللہ لکھا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

گردش یہ تیری چشم کی بختی ہے ہمسے یار	وعدوں نکے گفتگو سے قدح اور قدح سے ہم
چشم اوسکی ناک دکھا دیوے تا کہ بار بار	اس صحبت دو بدو سے قدح اور قدح سے ہم

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے وہ یہ بات	جرات سے کے جو گھر ابتک تو مہمان گئے ہم
کیا جانیے کمبخت نے کیا ہم پہ کیا سحر	جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم

ولہ

رکھا جو قدم اوسنے مرے قبر پہ آکر — اور سنگ سے تربت کی ہوئے تل کف پا گرم
تو کیا کہوں کس ناز سے اٹھ کر گئے وہ بولے — اللہ قیامت ہے یہ ابتک ہے مو اگرم

ولہ

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جرأت — اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم
اب پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ رو رو کر — شوخ کے ملنے ہی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے ہم

ولہ

تو جو کہتا ہے ہر گھڑی تیری — دیکھنے سے بہت خفا ہیں ہم
کیا کریں یار تو ہی کر انصاف — تجھپہ مائل نہیں ہیں یا ہیں ہم

ولہ

فراق یار میں کیا آتا جاتا سانس کا کہیے — ستم پہ سدا کھینچا کیا کرتے ہیں یارب ہم
یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے — یوں ہی مرجائیں گے اکروز بیتابی کے مارے ہم

ولہ

کریں کیا آہ اور کس سے کہیں ہم اپنی بیتابی — کہیں صبر اب تو یا تھوں نہیں پاتو بیتاب ہیں ہم
قرار اک جا نظر آتا نہیں ہے بیقراری میں — گل بازی کی صورت پھرتے ہیں بس یا رہو بازی ہم

حسرت تخلص جعفر علی حال انکا پیشتر بیان ہو چکا ہے ✣

گل بوتے ہوئے جو اتفاقاً — حسرت سے مزار پہ گئے ہم
پوچھا تھا یہ شعر وہ تہ خاک — بس سنتے ہی جیتے جی مر گئے ہم
واماندو نیہ دیکھیے کب ہو — اپنا تو تباہ کر گئے ہم

درد تخلص خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✣

تھا عالم جبر کیا بتائیں — کس طور سے زیست کر گئے ہم
جس طرح ہوا اوسی طرح سے — پیمانہ عمر بھر گئے ہم ✣

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✣

نہیں رہتے ہیں ایک حالت پر ۔ ہیں نئے رنگ میں جہان ہیں ہم
اشک میں دیدۂ مصیبت میں ۔ لب بیمار پر فغان ہیں ہم

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

وہ کالی گہٹا اور وہ بجلی کا چمکنا ۔ وہ مینہ کی بوچہاریں وہ برسات کا عالم
دیکہا جو شب ہجر تو رو یا میں کہ اسوقت ۔ یاد آیا شب وصل کی اوقات کا عالم

منصور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان ملیجان حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے +

چشم بیمار تری جب سے کہ آئی ہے نظر ۔ بے خور و خواب ہیں اور مضطرب و زار ہیں ہم
اک نظر لطف کی لازم ہے ادہر بہی بیا ہے ۔ اے مسیحا ترے بیمار کے بیمار ہیں ہم

ولہ

کسطرح بیان کیجیے شب وصل کا احوال ۔ اور نشہ مے سے بہت بیہوشی کا عالم
بیباختہ سینے سے وہ ہر بار لپٹنا ۔ تہا عالم مستی میں عجب جوش کا عالم

فتاح تخلص جامع اوراق +

مارتے ہیں لات کاٹ کہاتے ہیں ہاتہو نکو بہی ۔ اونکے پاؤں کی طرف جب ہاتہ وہ ڈالتے ہیں ہم
اسپہ بہی جو بس نہیں چلتا ہے اونکا تو پہر ۔ کہتے ہیں لو چہوڑ دو ہمکو چلے جاتے ہیں ہم

ولہ

ہجر کی شب کرتے رہتے ہیں جو ہم اونکو تلاش ۔ خانۂ دشمن میں گئے وہ از اونکی سن پاتے ہیں ہم
ڈرتے ڈرتے پہر کبہی اونسے جو کہتے ہیں یہ بات ۔ کہتے ہیں تیوری بدل کے کسکے گہر جاتے ہیں ہم

ولہ

کبہی رنج و غم میں سراپا الم تہا ۔ کبہی ہجر میں تہا میں آہ مجسم
کبہی بزم خوباں میں عیش و خوشی میں ۔ نظر باز ہو نہیں نگاہ مجسم
ولی چشم حق بین میں فتاح میں تو ۔ نہیں ہوں مگر یک نگاہ مجسم

ولہ

کرتے تہے شب یہ اونکے تصور سے گفتگو ۔ کب جانتے تہے آ گئے تم ہیں ہو خواب تم

ولہ

گھر مین جو نہین وہ یار جرأت — گھبرائی ہے جان اپنی تن مین
ہے چاہتی مین کہ خانہ کرکے ویران — جا بیٹھیے اک اوجاڑ بن مین

ولہ

کیونکر جرأت لگائین ہم لگا — کہ فرشتہ کا وہان لگا نہین
اور تو اور رہی چوری سے — بات کرنے کا بھی تو وا نہین

ولہ

زان کے کوچے تلک تو کب رسائی ہے ہمین — رہ نہین سکتے ہین ہرگز کوچۂ دلدار مین
کاش ہم ہوتے شکستہ ہوتی اک سخت سیاہ — تو بھی رکھدیتا وہ ہمکو رخنۂ دیوار مین

ولہ

جن دنون دونون طرف سے لگ بہی تہی لگی اس — دیکھ لیتا تہا وہ کیا الفت سے شرما کر ہمین
انتو آنکھین نیلی پیلی کر جتاتا ہے وہ شوخ — بزم مین تو چشم حسرت سے نہ دیکھا کر ہمین

ولہ

اوسکے کوچے مین ہوا کیا خاک حاصل ورنہ وہان — رکھدیا تقدیر نے جون سنگ رہ لا کر ہمین
پاؤن تو اوسنے کبھی بھولے سے بھی رکھا نہ اوپر — راہ رو اسکے گئے لاکھون ہی ٹھکرا کر ہمین

ولہ

ہمصفیر و یہ نہ سمجھو تم کہ یہ چپکا رہا — گو کہ ہون خاموش لیکن بیکلی جاتی نہین
ہو کے مجبور اب کیا ہے صبر بے اختیار — ورنہ کیا میرے قفس مین طبع گھبراتی نہین

ولہ

گئے وہ دید وا دید کے لطف اب تو — نہ پوچھو کہ کیا کیا ستم دیکھتے ہین
ملاقات پر دیکھی ٹھہری ہے ایسی — نہ تم دیکھتے ہو نہ ہم دیکھتے ہین

ولہ

کیا خدائی ہے کہ اب بیٹھے ہین تم پاس جو ہم — آپ جا بیٹھتے ہین آنکھ چرا اور کہین

یان نہ آنے تھے جو یکدم تو یہ آوازی تھی ۔ بیان کا اخلاص چھپا ربط ہوا اور کہین

ولہ

بیمار کا تمہارے ماتم سر اپنا کہہ ۔ تمکو نہین خبر کچھ کیا آپ بیخبر ہین
لے لے کے نام اوسکا سب مرد مان خانہ ۔ سنتے و ہانپ دہانپ وتے ہر شام اور سحر ہین

ولہ

تجھکو لے چلتے ہین اس شہر ملا سے اوس شہر مین ہم ۔ کہدیا کیجیو فریاد نہ وہان جاکے کہین
دیکھیو مجھکو بھی وہان سے نہ نکلو اٹھیو تم ۔ بھولے سے دست ہوس پاؤن نہ ڈورا کے کہین

ولہ

دیکھیو شوخی کہ جوشش اشک مثل آتشن ۔ جب نہین پاتا وہ میرے دیدہ حیران ہین
تو سمجھتا ہے جیسے محفل ہین وہ میرا رقیب ۔ بات کچھ نہین ہنس کے کہتا ہے وہ اوس کا کان ہین

ولہ

کیا ہوئے وہ دن جو یہ پیغام آ دیتھے ہمین ۔ اٹھو درد ہجر کی ایذا اوٹھا سکتے نہین
صورت اپنی تم کسی صورت دکھا جاو ہمین ۔ ہین یہ آنے بس مین ہم لاچار آسکتے نہین

ولہ

تہا یہی خوف کہ ناصح مرے پیراہن کا ۔ کرکے تو فکر رفو ہووے نہ ہلکان کہین
اب جو ٹانکا اوسے تونے تو نظر آتا ہے ۔ پارۂ جیب کہین پارۂ دامان کہین

ولہ

کہون کیا درد ہجران سے مری کیا شکل ہوجاتی ہے ۔ کسی صورت نہین آرام سخت ایذا اوٹھاتا ہون
کبھی گھبرا کے سر اپنا پٹکتا ہون مین بالین سے ۔ کبھی بستر پہ بیتابی کے مارے تلملاتا ہون
کبھی جو یاد آتا ہے وہ ہنسنا بولنا اوسکا ۔ تو پہر رو رو کے دریا اپنی آنکھون سے بہاتا ہون
کبھی آواز اوسکی سی جو آجاتی ہے کانون مین ۔ تو دل پر ہاتھ رکھ دھیان اوسطرفکو مین لگاتا ہون
کبھی اوسکا وہ بلوانا جو مجھکو یاد آتا ہے ۔ تو بیٹھے بیٹھے کیا جانون کدہر کو آہ جاتا ہون
پہر اس مین گر تسلی کو کوئی پاس آن بیٹھی ہے ۔ تو مطلع ٹہ کے یہ روتا ہون اور اوسکو رولاتا ہون

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت * مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند * دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

طرز صحبت ہے ہماری شکل سے بیزار تم
اپنی یہ خواہش نہیں ہم دمبدم دیکھا کرین

کاش پھر دے کوئی وہ جادو کا کاجل [illegible]
جس سے تم ہمکو نہ دیکھو تمکو ہم دیکھا کرین

ولہ

خلوت مین پاکے اوس سے کہا مینے ایک رات
کچھ صبر آج دل مین ذرا دیکھتا نہین

در بند ہمنشین کو نشہ کی ہے بیخودی
یان کوئی میرے تیرے سوا دیکھتا نہین

انکھون مین آپ شمع کی چربی ہے چھا رہی
گل خود ہے زرخرید ترا دیکھتا نہین

اسپر بھی گر ہو ہم سے تجھے شمع گل کرون
اے جان پھر تو کوئی بھلا دیکھتا نہین

بولا کہ اتنے روزون سے صحبت ملی تجھے
پر حیف تو مزاج مرا دیکھتا نہین

تیرے اگر لحاظ و ادب پہ پڑا انقلاب
کمبخت میری شرم و حیا دیکھتا نہین

گل چشم نیم باز سے بیتاب نہین رہا
پروانہ پاس شمع پڑا دیکھتا نہین

اسنے لیے خبر اندھیری اوجالی کی کام کو
دیکھے نہ دیکھے کوئی خدا دیکھتا نہین

طپش تخلص میرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے *

بخیہ وحشت سے کیے ہین ممنون ہم
کھینچے تختین فقر کی زیبائیان

یعنی تا دامن گریبان چاک کر
ہمکو اکثر کفنیان پہنائیان

ولہ

جھپک سے پنجۂ مژگان کے اوسکو مصحف رخ پر
قیاسا دل مین ہم اپنے یہی معلوم کرتے ہین

کہ میرے قتل سے جو مردم چشم اونکی منکر ہین
قسم کھانے کے تئین قرآن پہ یہ ہاتھ دھرتے ہین

ولہ

رات ہم آغوشیونکی خواہشین
اسطرح ہمنے اوسے دکھلائیان

آمد تب کا بہانہ کر گئے ہم
روبرو بیٹھے رہے انگڑائیان

ولہ

جس اشک کے قطرے کو کہتا ہوں ذرا تھم جا | عالم کی ملامت سے میں رنج اوٹھاتا ہوں
تب سے تنکے وہ کہتا ہے مت روک طپش مجکو | میں دور سے آتا ہوں اور دور کو جاتا ہوں

ولہ

طپش جا کر کسینے کل جو دی ترغیب اوس گل کو | کہ مدفن سے تمہارے کشتۂ غم کی میں آتا ہوں
تعجب لا کہا ہے اسکے خون آلودہ تربت پر | اگر چلیے تو اب تمکو تماشا میں دکھاتا ہوں
لگا کہنے عنایت آپ کی لیکن کہیں اب تو | عداوت ہے مرے میں ہرگز آتا ہوں نہ جاتا ہوں

ولہ

کل عرض کیا یار سے میں نے کہو کیسا ہو | گر تجھسے ہم آغوش میں اے ماہ جبیں ہوں
کہنے لگے بس بس یہ اوٹھا دیکھیے دل سے | تم جیسے سمجھتے ہو تجھے ہو میں وہ میں نہیں ہوں

ولہ

بدخواہ نے کل ایک جو ار سے یہ جا کہا | وارفتہ کچھ طپش فقط اک تم ہی پر نہیں
ملتا ہے ہر کسی سے ہر اک سے ہے اوسکو انس | وہ کون ہے وہ دل کہ جہان اوسکا گھر نہیں
بولا کہ دیکھنے میں تو ایسا نہیں ہے وہ | باقی کسیکے دل کی کسیکو خبر نہیں

ولہ

جا سے غم کا آشیان ہے دل | قطرۂ خون ہی اوسکے پاس کہاں
تو عبث سخت دل کا جویان ہے | چل بسے کہو نہ بسے میں بس کہاں

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ؛

وہ ہے وعدہ کر جاتے ہیں اگر شب کو آنے کا | مگر آتے نہیں ہرگز کہ جا کر بھول جاتے ہیں
گزر جاتی ہے ساری رات کہتے کہتے یہ ہمکو | ارے آئے تم ہم پیارے اب آتے ہیں اب آتے ہیں

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا [illegible] حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ؛

پوچھتا کیا ہے مجھے فدوی تو | میں تو جو بے اختیار ہنستا ہوں
بے خبر جو ہیں مرگ سے او نہ | مثل شمع مزار ہنستا ہوں

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت طب مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن وکسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف وعاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

صحبت فراق وصل سے میسر ہو کسطرح
اور آنکو جو کہیے تو پھر وہ بہانہ جو

ذکر تو وہ کہہ سکے کہ ملنے کا ڈھب نہین
زلفین بنا کے منہ سے یہ کہتا ہے شب نہین

فغان تخلص اشرف علی خان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ شاگرد علی قلی خان ندیم بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے بڑے ظریف تھے انتقال انکا ١١٨٦ ہجری مین ہوا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

رونا جہان تلک تہا مری جان رو چکا
باور نہین اگر تجھے تو بھی دیکھ لے

مطلق نہین ہے چشم مین نم کا اثر کہین
آنسو کہان ڈہلک گئی لخت جگر کہین

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت مرید حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ ١١٩٩ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے مطبوع ومرغوب ہوتے ہین صاحب دیوان گذرے تذکرہ شعراء انکا نظر سے گذرا

اونسے جھٹ گیا مین شب وادگہات سے
جھنجھلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگے کہ تو

ہر چند قاسم اونکی رہی زیر لب نہین
پھر کہیو بے حیا تجھے ملنے کا ڈھب نہین

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان حال انکا بتفصیل تحریر ہوا ہے

کسکا ذکر دور دور ساقی سے ہے
لڑکھڑائین تو بانہ پھیلا کر

مست رکھتی ہے مے مدام ہمین
محتسب سے کہین کیا کام ہمین

ولہ

عشق سے پیر سے ہوئی شہرت تمہارے حسن کی
حسن کا جو ہر جو تم رکھتے ہو تو ہین عشق کا

پیر سے دانتون پہ نظر سے مدعا کچھ بھی نہین
تم تو سب کچھ ہو گئے اور دوسرا کچھ بھی نہین

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم برادر علم زادہ میر شمس الدین فقیر غزنوین ہین حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی تھی حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ اور مرزا

نازنین اتنا بھی ہرجائی سپاہ
یہ تمہارے آگیا کیا دھیان مین

روز اک و بگڑتی ہین مہمانیان
روز رہتے ہو اسی سامان مین

نساخ تخلص جامع اوراق +

نہ مسی ہون کہ لب لعل تلک اوسکے پہونچون
نہ تو سرمہ ہون کہ ہو اپنا گزر آنکھون مین

کیا کہون حال مین اپنا کہ مین کیا ہون نساخ
صورت خار ہون کیا ہو مرا گھر آنکھون مین

ولہ

صحبت غیر سے نہ مکرین آپ
وہ صفا عارض و جبین مین نہین

نقش دندان غیر ہین لب پہ
نام میرا ہے اس نگین مین نہین

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہوچکا ہے +

کل بت رشک پری نے چوڑی والی سے کہا
روز لاتی ہے بنا کر تو شہانی چوڑیان

دیکھ تو آنکھون کی اندہی کچھ بھی ہے تجکو خبر
یہ تو میری نوجوانی اور بڑہانی چوڑیان

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

کوے قاتل کا یہ قاصد ہے پتا
نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین

تڑپے رہتے ہین خطون کے پرزے
پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

ولہ

نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا
الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین

کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج
یہ اونکو منہ سے ہین جنکو کریم کہتے ہین

ردیف واو

النسیم تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودہری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ بنڈوہ ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۳ ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے اور ابتدی سے نہایت ذوق ہے بڑے بذلہ گو ہین بہت اچھا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو

جب ... ہو پرجس سے گرے کسو کی دل سے
وہ کام نہ زنہار کبھو

تراب تخلص حضرت تراب علی شاہ حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے ❊

کہہ بیچیو یہ بات اور سمجھا ئیو اوسکو
یاروں سے ہمارے جو سعید ازلی ہو
دنیا میں سدا رہنے کو آیا نہیں کوئی
لاحق ہے اجل سبکو نبی ہو کہ ولی ہو

تمنا تخلص میر سید علی خان اورنگ آبادی اور کچھ حال انکا معلوم نہوا ❊

بہلا سنو تو مری جان جب رہوں کبتک
کہوں فراق مبارک یہ کر ملال نہو
تمہارے رخ کو جو گہیرا ہے خط کے سبزہ نے
یہ دود آہ کا میرے کہیں وبال نہو

جرات تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے ❊

ایسے بیرحموں کی مجہکو دام میں لایا ہی جو
کوئی تو کہتا ہے اسکے توڑ کر پر چہوڑ دو
اور کوئی بیدرد یہ کہتا ہے بیدردی سے آہ
گر تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چہوڑ دو

ولہ

سنکے کوچہ میں ہمیں بام سے تم جہانکتے تہے
یا تو منظور تہی یوں شکل دکہانی ہمکو
یا فغان سنکے بہی کچھ منہ سے نکلی نہیں بات
چہوڑی یہ دیکہیں بہی آواز سنانی ہمکو

ولہ

ہم خوبان میں بہلا ہجر میں اوسکے ہمدم
بیٹھے کس شکل دل اپنا کوئی بہلانے کو
آنکہ اوٹہاتے ہی کسی شوخ کی تصویر کی شکل
سامنے آن کھڑی ہوتی ہے دکہانے کو

ولہ

مت جا تو گلی میں اوسکی ہر دم
کہتا ہوں یہ بار بار دل کو
بیجا ہے بغیر آہ جرأت
یک لحظہ نہیں قرار دل کو

ولہ

میں کہا دیکہی ہے سینے خواب میں بردی یار
دوستو مجہسے کہو اس خواب کی تعبیر کو
آہ اس ندکور کو سنتا تہا وہ قاتل کہیں
آن پہنچا سر پہ میرے کھینچ کر شمشیر کو

ولہ

خانۂ یار کے گرد اٹھ پھیر پھرتا ہوں — بیقراری نے تو یہ چال سکھائی مجھکو
غیر پکڑے ہیں وان رخنۂ دیوار کو بند — تا جھلک اوسکی فرادسے نہ دکھائی مجھکو

ولہ

فائدہ کیا ہے جو تنہائی میں گذری حیرت — خضر کی طرح سے جو عمر یہ طولانی ہو
یہ غنیمت ہے کوئی دم جو خوشی سے گذری — ابر و باغ و چمن و یار و غزلخوانی ہو

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✣

اونکے یان رات میں خفا ہو کر — لگ کے رونے لگا جو کونے کو
مجھپہ جھنجھلا کے یون لگے کہنے — کیا کہوں تیرے غصہ ہونے کو
سنہ پہ آنسو دہرے ہی رہتے ہیں — آگ لگجاے ایسے رونے کو

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✣

دوستو کسنے چرایا دل سوزان کو مرے — یک بیک ہوگیا سینہ مرا ٹھنڈا دیکھو
دیکھو وہ آنکہ چراتے ہیں چراکر دل کو — چور پکڑا ہے ابھی ہمنے بھی کیسا دیکھو
لو کسنے بھی لگے سنتے تو کہو لو صاحب — پڑگیا ہاتہ میں کیسا یہ پھپولا دیکھو

درد تخلص حضرت میر درد قدس سرہ حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✣

دل نالان کو یاد کرکے صبا — اتنا کہنا جہان وہ قاتل ہو
نیم بسمل کوئی کسیکو چہوڑ — اسطرح بیٹہتا ہے غافل ہو

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✣

رہی ہر طرح سے صید ہی کی کبوتر کی طرح — ہاتہ سے اوسکے بہت بیداد کی ایذا مجھکو
صید ہی مین نہ فقط تیغ کا کچھ قصد رہا — صلح بہی ٹھہرے تو پہر کاٹ کے چہوڑا مجھکو

رند تخلص سید محمد خان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ✣

تجھسے خلوت کی ملاقات رہی — روز جلوت میں بلایا نہ کرو
واسطے بند کئے بدنامی ہے — ہان صحبت میں بٹھایا نہ کرو

ولہ

ہاتہ سے میرے کسطرح اے غیر ۔۔۔ دامن اوسکا جدا کرے گا تو
فرض کیجیے کیا کہ یون بہی ہوا ۔۔۔ کشش دل کو کیا کرے گا تو

ولہ

پردہ گل مین کب تلک اے دوست ۔۔۔ شکل بو کی رہا کرے گا تو
ایک دن تجہکو دیکہ لینا ہے ۔۔۔ یار کب تک چہپا کرے گا تو

ولہ

کہتے تہے ہم طپش دل اوسکو نہ دے ۔۔۔ اور جو دے گا برا کرے گا تو
تونے کہنے پہ کچہ عمل نہ کیا ۔۔۔ ہم بہی اب دیکہین کیا کرے گا تو

ولہ

آزمایا ہمنے یارون کو سدا ہر رنگ مین ۔۔۔ کیا کوئی لیوے جہان مین دوستی کے نام کو
گلفشانی کی توقع کیا کہ میری قبر پر ۔۔۔ پہولون کے دن بہی نہ لائے اوس بت گلفام کو

ولہ

طپش کیا کہیے کل ناحق عوض بوسیکے ہم سودا ۔۔۔ بہانے سہل پر دے بیٹہے دل اوس یار قاتل کو
سو اب جسمین ہے کہیے اوس سے یہ سود نہین بنتا ۔۔۔ وہ اپنا بوسہ لے بیٹہے اور اب پہیر دے دل کو

ظفر تخلص حضرت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

غافلو ہو کہ نہو تمکو سفر مین کچہ سود ۔۔۔ ساعت نیک سحر سے مگر پوچہتے ہو
لیک جب جاتے ہو دنیا سے سوے ملک عدم ۔۔۔ نہ کوئی دن نہ کوئی وقت سفر پوچہتے ہو

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

بلبل تو عبث بہولی ہے اوس گل پہ کہ جسکو ۔۔۔ گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
ہمراہ ساتہ مری تجہکو دکہاؤن وہ طرحدار ۔۔۔ آنکہون سے نہ دیکہا ہو نہ کانونسے سنا ہو

قربان تخلص میر محمدی دہلوی عرف میر کلو شاگرد شاہ اللہ خان فراق

ہاتہ پکڑا جو مین کہا اے داد ۔۔۔ کچہ دوانی ہوئی ہو لو دیکہو

تعدد منتخب

چھوڑ دو تمکو مرے مہر کی قسم | اُٹھ اسنتا کوئی منہ و دیکھو

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان دہلوی مقیم بنارس خلف نواب اشرف خان معاصر سودا

اگرا ہے جو تمہارے ہی در او پر مرزا | و مبدم اوسکو اوٹہاتے ہو بھلا کاہے کو
جب وہ غربت زدہ جاتا ہے تو سو کر کو جب | پھر اوسے آپ بلاتے ہو بھلا کاہے کو

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

وہ جو عاشق ہین اپنے ہاتھون سے | پھینک دیتے ہین کاٹ کر سر کو
مصحفی قتل گاہ عشق کے بیچ | نہین تکلیف دست و خنجر کو

وله

یکایک کر گذرتی ہو وہی جان | جو کچھ تم اپنے دلمین ٹہانتے ہو
غرض ہو آشنا اپنے ہی ضد کی | کسیکی بات کو کب مانتے ہو

وله

میرے نامہ کو سر سے ہی نہ پڑھو | اک ذرا اسکو بلند کر دیکھو
مدعا بھی نکل رہیگا کہین | پڑے ہے جا و نہ پیشتر دیکھو
ہو چکی نامہ جب تمام تو پھر | ہے عبارت جو پشت پر دیکھو
کر کے اول سے تا بہ آخر غور | پھر جدہر چاہو تم اودھر دیکھو

وله

ار اوہ گر کرون شکو تو وہ ملتا نہین مجھسے | جو چاہون دنکو تو آتی ہے لوگون سے حیا مجکو
نہ دن کو چین ہے نے رات کو نیند آوے معاذ اللہ | کیا ہے اوسکی چاہت نے گرفتار بلا مجھکو

منصور تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

فائدہ خاک ہو نصیحت سے | عاشق خستہ حال و مضطر کو
مغز کہاتا ہے کیون عبث ناصح | چونک لگتی ہے کوئی تخیر کو

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

جب کہا میئنے کہ تم بیداد گر نا آشنا + | بے مروت بیوفا بیگانہ احباب ہو

بس یقین ہے کہ ملک نامہ اعمال کی جا / آمرے ہاتھ میں دین روز شمار انکیہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

واے حسرت لیچلے لیکے جنازہ جو مرا / لوگ سب روتے ہوئے کوچہ دلدار کی راہ

شور و غل سنکے بھی از راہ تغافل اوسنے / نہ ذرا جھانک لیا روزن دیوار کی راہ

ولہ

آگئے نظر کل ایک برقع میں ناتوان / مجنون سے بھی فزون کسی بیمار کی شبیہ

تو ہنسکے مجھسے کہنے لگے چتون میں وہ / او تم بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی شبیہ

ولہ

شب وصال میں وہ جنبش جو دیکھ مجھکو وہ شوخ / کبھی ہے دیکھو بس آگے نہ تم بڑہاؤ ہاتھ

تمہارے ہاتھ نہ آیا ہوں میں نہ آؤں گا / مری بلا سے جو تم کاٹ کاٹ کہاؤ ہاتھ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✣

ہے باغ جہان میں کسے کہ ہمت عالی / اک گردن تسلیم کو خم اور زیادہ

پیتے ہیں ہستے شاخ ثمر ور کو جھکا کر / جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے ✣

قطعہ

کہا رنگین بیٹھے ہے وہ جوان سیری / اگر رستے یار کہیں چلی بستری دیکھ

سو ملے گو پٹر پڑ کے ہوشون میں / کہا بیٹھے کہ اپنی اتری دیکھ

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے ✣

وقت عشق میں ترقی و شدت کیا اپنی / کیا کہیں ہم کہ زمانے سے ہوا کیا کیا کچھ

ضعیفی و ناطاقتی و سستی و رعشہ شکنی / ایک گھٹنی میں جوانی کی ڈہلا کیا کیا کچھ

شاکر تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انجم صاحب سلمہ ہیں

کہنے لگا وہ شوخ یہ جھنجھلا کے ناز سے / دیکھا جو مجھکو اور کسی مہ لقا کے ساتھ

دو دن مین حال آپ کا کچھ اور ہو گیا ✤ | بس خوب ہم سے طپش تم آئے وفا کے ساتھ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے ✤

غمخوار یار کے تنہا کہتے تھے کل طپش سے | ڈرتا ہون ہو نہ تجھکو آزار رفتہ رفتہ
دیکھا نکیسی کمبخت آنکھ لڑ کر | کرتی ہے چشم بازی بیمار رفتہ رفتہ

غربت تخلص حکیم غلام نبی مرحوم باشندۂ رامپور شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان گذرے

جب کہا سینہ بسینہ ہوجیے اس طور سے | جیسے رکھتے ہین ملا کر تختہ پر تختہ
بولے اس نازک سے حیائی پہ یہ سینہ تھرا | جا بجا جیسے تختہ پہ تختہ تختہ پر تختہ

قوس تخلص مرزا محبوب علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

صحبت اغیار مین تھے رات کو لڑکر بین نہ آپ | ذرہ ذرہ حال ہے صاحب کا مجھپر آشنا
منہ ہے اوترا گال نیلے ہین اور آنکھین سرخ ہین | ہوگئے شرمندہ جو دکھلا دون اوٹھا کر آئینہ

محسن تخلص میر محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن خوست باشندۂ لکھنو تذکرہ انکا نظر سے گذرا

صاف ہے ہر غنچہ گل پہ عروسانہ بہار | ہر چمن باغ مین عشرت کا بنا کاشانہ
دولہ گلچین ہے بنات آج چنی جاتی ہے | پھول مصری ہے سر شاخ دلہن کا شانہ

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر رقم ہوا ہے ✤

خسرو کے سر پہ وہ نرما تاج خسرو ہی | لے رکھیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ
کیسی اب اونکی دھوپ مین جلتی ہین تیغ تیز | سایہ مین یان پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

گھر مین بیٹھے تھے کچھ اداس سے وہ | بولے بس دیکھتے ہی میرا منہ
ہم بھی غمگین سے ہین آج کہین | صبح اوٹھے تھے دیکھ تیرا منہ

ولہ

شعلۂ شمع کا حسب نہیں نہو — نفع تو اک طرف ضرر کو دیکھ
اس قدر بھی بلند پروازی — اے پتنگ اپنے بال و پر کو دیکھ

ولہ

بیدم سا پڑا تھا کوئی اوس کوچے میں آو سے — دروازے میں آ جھانک کے دیکھا جو کہیں یہ
اس رحم کے صدقے وہیں گھبرا کے کہا ہاں — جا کر کوئی دیکھو کہیں مومن تو نہیں یہ

ردیف یاے تحتانی

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

کیا ہے اونکو زمانے نے شکل سو ضعیف — زیادہ تر جو ملک سے سیاہ رکھتی تھی
دلا تو دیکھ تو رنگ اونکی چشم عبرت سے — کدھر گئی وہ جو جم کی سی جاہ رکھتی تھی

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

نہیں ہرگز ہمیں مطلوب آب خضر — مبارک تجھکو ہو یہ زندگانی
کہ آب خنجر قاتل سے ہر دم — ہمیں حاصل ہے عمر جاودانی

ولہ

خفا نامہ سے ہوتا ہے وہ قاصد — مرا پیغام تو کہیو زبانی
پر اتنا کب ترا دل کو یقین ہے — کہ جان رفتہ ہے تو یار جانی

ولہ

کیا ہے امتحان ہمنے جہان میں — کہ ہے یہ قدر عہد زندگانی
ہوئے جب دم تو پھر کہتے ہیں سب لوگ — ندانستیم ما قدر فلانی

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہڈرلی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ❊

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے — خود نقص آپ میں نہ مرے جان نکالیے
ابرو نہو تو تیغ ستم رنہ کھینچیے ❊ — مژگان نہو تو خنجر براں نکالیے

قطعہ منتخب

حال انکا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہے محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

صبح او ٹہ جام سے گذرتی ہے	شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گذرتی ہے

افسوس تخلص میر شیر علی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

مینے کہا جب اوس سے کہ اے یار بیوفا	تجھسے بہی تیرے دوستی دوروز ہی رہی
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ بس لگ نہ چل بہت	اسمین ترا اجارہ ہے جبتک رہی رہی

ولہ

مینے اوس سے یہ کہا چین رہی ٹک دلکو	ایک ساعت بہی جو تو میری ہم آغوش رہے
سنتے ہی ہنسکے وہ یون کہنے لگے دور بہی ہو	کیون رہون تیری بغل مین مری پاپوش رہے

ولہ

کون ہوتا ہے خفا کسکو برا لگتا ہے	آرزو تیری ہر اک شخص کو ای یار رہے
ہمکو کیا کام خریدار ترا عالم ہو	یا الٰہی تری نت گرمی بازار رہے

ولہ

عجب ہے سوچ تجکو نامہ بردی شوق سے مجکو	کوئی جہڑکی کوئی گالی اگر اوسکی زبانی ہے
ادا و ناز کی رسمون سے تو واقف نہین مطلق	ارے ناداں یہ تو عین اوسکی مہربانی ہے

ولہ

جون کہا مینے کہ اب پردہ اوٹہا و بے حجاب	طالب دیدار سے منہ کا چہپانا منع ہے
سنکے ہنسکے یون لگا کہنے کہ سچ کہتا ہے تو	پر ہر اک کم ظرف کو جلوہ دکہانا منع ہے

البتہ تخلص منو لوے عصمت اللہ حال ان کا پیشتر تحریر ہو چکا ہے

وہ ہے اور عیش وطرب ہے اور ہے دور شراب	قہقہا ہے رنگ ہے اک جوشش مستانہ ہے
یان ہون اور رنج و الم ہے درد ہے فریاد ہے	نالہ و شور و بکا ہے آہ بیتابانہ ہے

ولہ

اوس طرف نازو ادا ہے اس طرف شوق و نیاز — ہے شب مہتاب یہن ہون صحبت جانانہ ہے
باغ ہے نہر و ہوا ہے اور چہائی ہے گہٹا — شیشہ و جام و صراحی ہے خم و پیمانہ ہے

ولہ

جسم یون روح سے لگا کہنے — تن سے جب ہوکے بیقرار چلی
چہوڑکر ساتہ ایک عمر کا آج — حیف اسے جان غمگسار چلی

ولہ

جہدا وہ مایہ تاب و توان فرست ہی جب سے — نہ طاقت تن مین ہے اپنی نہ انکہو نمین بصارت ہے
جگر بیچین دل بیتاب جان بیصبر ہے تن مین — نہ کہانا ہے نہ پینا ہے نہ سونا ہے نہ راحت ہے

ولہ

بغل مین تم جو بیٹہے ہو تو کیا ہی چین ہے دلکو — نہ اب و تاب تڑپنا ہے نہ وہ آنسو بہانا ہے
نہ وہ صدمہ نہ وہ ایذا نہ وہ رنجش نہ وہ غصہ — نہ وہ فریاد و افغان ہے نہ اب وہ تلملانا ہے

انشا تخلص میر انشا اللہ خان حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

مجہسے لپٹ کے اختر شب یار نے کہا — کیا جانئے اندنون کی یہ کیون رات گہٹ گئی
کمبخت آ ہوا خلل انداز خواب مین — ہے ہے خروس صبح کی چہاتی نہ پہٹ گئی

ولہ

کیا منہ بنا رہی ہو اللہ ری رکاوٹ — گویا کہ آشنائی گاہی تہی کسی سے
لو ہاتہ جوڑتا ہون بس کیجے جرم بخشی — تقصیر بہی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگہ عرف کاکاجی ولد راجہ بینی بہادر بہادر تخلص کہ از ارکان دولت نواب شجاع الدولہ بہادر مین تہی شاگرد سرپ سنگہ دیوانہ شعر فارسی بہی کہتے تہے نہایت شکیل جوان تہے سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین انتقال کیا بعض تذکرہ والون نے انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکہا ہے اسپر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

دیکہ تو ہمسے رہت بازون سے — تو نے اختر یہ کج ادائی کی

ہم سے رکھکر غبار خاطر مین / جا کر اغیار سے صفائی کی
اے دل آزار تو ہی کر انصاف / ہے یہی طرز دلربائی کی
عہد کیا کیا تھے اور قول و قرار / آہ تس پر بھی بیوفائی کی

تجلی تخلص میر محمد حسن عرف میر حاجی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

جانب شہر عشق آمت جب / رہ تجلی یہ راہ مشکل ہے
رو کے بولا کہ اب تو جاتا ہون / خواہ آسان خواہ مشکل ہے

تراب تخلص شاہ تراب علی رحمۃ اللہ علیہ حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

چشم عبرت سے ہمنے دیکھا خوب / اس جہان کا عجیب عالم ہے
یکطرف شور و غل ہے عیش و خوشی / یکطرف آہ و درد و ماتم ہے
پھول ہنستا ہے اور کلی چپ ہے / منہ پہ دونوکی روتی شبنم ہے

ولہ

مر گیے ہم اسی تفکر مین / اسی حیرت مین ہم جہان سے گئے
وا ے حسرت تراب بار دگر / پھر نہ آئے جو کوئی یان سے گئے

ولہ

عاشق کو نہین تاب جدائی کی زیادہ / کوئی گوش گزار اوس کے یہ کردے کسی ڈھب سے
دکھلا دے جھلک آج نکر وعدۂ فردا / مشتاق ترا تشنۂ دیدار ہے کب سے

جانصاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

طوفان کے لگانے سے ہوگا نہ بیڑا پار / دیکھا کسیکے ساتھ تھا تالاب پر سے مجھے
وہ تو سڑک تھی ہاتھ پکڑ لیتے بیدھڑک / میرا تو ڈر نہتا یہ تمہارا تھا ڈر مجھے
تم پانی پانی شرم سے ہوتے اجی فقط / مین ڈوب مرتے اتنی تھی غیرت مگر مجھے

ولہ

حلوائی کی دکان کی پھبتی نہ کیون کہون / ذرات آسمان مٹھائی کا تھال ہے
ہے چاند اندرسا تو ستارے ہین گولیان / شاخین کرن ہین اور یہ سورج تھال ہے

وہ بدم کہینچتی ہے ایسے دم سرد | اشک گرم آنکھوں مین بہر لاتا ہے
بستر غم پہ پڑا رہتا ہے | نہ تو مرتا ہے نہ چین آتا ہے
نیند اوڑ جاتی ہے ہمسایوں کی | ایسا راتوں کو وہ چلاتا ہے

ولہ

نصیحت مان لو میری نہ ہو عاشق کہیں یارو | اوٹہاوگے بہت خواری بہت آزار دیکہوگے
لگے گی آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے | بہینگے اشک آنکھوں سے قطرہ خونبار دیکہوگے
ہرے مانند کہو بیٹہوگے دل کو پہر نہ پاؤگے | بلا مین مبتلا دن رات جان زار دیکہوگے
جو آفت جو ستم جو قہر ہے تمسکو دکہائیگا | سہیگے کا کچہ نہ چارا اور تم ناچار دیکہوگے

ولہ

مرض عشق سے یہ حال ہوا ہی کہ طبیب | اب تشفی کے لیئے مجہکو دوا دیتا ہے
اور صحت کی جو پوچہو تو کسے ہی امید | اپنے بیمار کو اللہ شفا دیتا ہے

ولہ

تہا وصل جب دونون مین تو کہتے تہے دلمین ہم | صحبت ہماری چرخ کو بہی خوش نہ لگی
سو خواب مین بہی اب نظر آتے نہین وہ عیش | افسوس ہے ہماری ہی اوسکو نظر لگی

ولہ

لوگ گر ہمسے یہ کہتے ہین کہ جلتے ہو جی وان | اپنے بیگانے سب اوس بزم مین ہین آئے ہوئے
دل مین تو سوچ کے اسباب کو رو دیتے ہین | کیا کہین اوسنے کہ ہین ہم تو نکلوائے ہوئے

ولہ

گر کہین ہم لیکے دل تم جان کے خواہان ہوئے | جی جلا کر خاک مین ہمکو ملایا آپ نے
تو بدن جنبش مین لا کر کہتے ہین کس تاو سے | ہم تو تہے ایسے ہی پر کیون دل لگایا آپ نے

ولہ

ایک عمر سے ہمکو دیکہنے کی | جس پردہ نشین کی آرزو ہے
سو کیا ہے غضب کہ آجتک بہی | پردے ہی مین اوس سے گفتگو ہے

ولہ

روٹھنا اوسکا وہ میرا آمنانا اب کہان
ہاے وہ لڑنا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل سے
روکے کہتا ہون یہی جب سے فراق یار ہے
صبح کو روتے تھے کیا اب جبتک بھی دشوار ہے

ولہ

کیا بیان کیجیے جراٴت کے نہ آنیکا سبب
سے یہ حال اوسکا کہ بستر پہ ادہر سے اودہر
کوئی بیتاب یہ کیونکر ترے در تک پہونچے
شام سے قصد کرے ہے تو سحر تک پہونچے

ولہ

دو چار قدم فرش پہ گل کے جو پہر اگل
اللہ رہی نزاکت کہ وہین آبلے پڑ گئے
سو ناز و کرشمہ سے وہ دامن کو سنبہالے
گرمی سے ترے پاؤن اوسکے کئی چہالے

ولہ

بار ہی کچھ جذبۂ دل نے تو اثر اوسکو کیا
منہ ترے گہر کی طرف کرکے یہ کہتا ہے وہ شوخ
اب جو آتا ہے سو فردہ یہ سناتا ہے مجہے
اسطرف کو کوئی کہینچے لیے جاتا ہے مجہے

ولہ

سنکے جراٴت کا وہ ترانۂ غم
مجکو رسواے خلق کرتا ہے
بولا خوش ہوکے اوسکو الہی پار لگے
اسے ترے چاہنے کو آگ لگے

ولہ

دم ہونٹوں پہ بیمار محبت کا ہے تیرے
یان بادہ کشی مین نہو مصروف تک دیر
اے مست مئے ناز ذرا دیکہ تو چلکے
وان جام ہے لبریز سبا و اکہین چہلکے

ولہ

ظاہر مین گو نبولے وہ شوخ لیک ہمنے
غصہ ہوا وٹھ گیا ہے بس وہین جب کسی نے
خوبونکی انجمن مین یہ آزما لیا ہے
الفت سے پاس اپنے مجکو بٹہا لیا ہے

ولہ

یار سے مین کہا کہ تیرے لیے
میری آنکھون سے خون جاری ہے

مہربانی سے ہنسکے کہنے لگا — کیون تجھے اتنا رونا بہاری ہے

ولہ

ظلم کب ہمپہ روا ہے کہ ستمگر ہم تو — آپ ہی اوٹھ گئے تھے کل تری بیزاری سے
آہ پھر رہ نسکے دل کے سبب کیا کیجے — آج پھر آلیے ترے کوچے مین ناچاری سے

ولہ

اپنے کوچے مین وہ عیار سنا کر یہ مجھے — کل کسی شخص سے کہتا تھا نکل کر گھر سے
رات سنتے ہین کہ لوگون نے اوسے تاڑ لیا — لگ رہا تھا جو کوئی شخص کسی کے در سے

ولہ

تھا جی مین یہ کہ تجسے بگڑ جاے اس لیے — مینے کہا کہ مجھ سے پھر تم میان سے ملے
پر کیا کہون کہ اپنا سا منہ لیکے رہگیا — انکھین ملاکے جو یہ کہا اوسنے ہان ملے

ولہ

کہتے ہین کہ مکتوب بہی ہے نصف ملاقات — ہو چین مرے دل کو خط اوسکا اگر آوے
پر اپنے نوشتہ سے یہ خطرہ ہے کہ وان سے — تیرے نہ سنانے کہین بلے نامہ بر آوے

ولہ

یہ حال ہے بیمار محبت کا ترے آہ — افسوس کبھی تو نے منگائی نہ خبر بھی
یعنے کہ جو غمخوار تھے اوسکے سو وہی اب — گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ ہے ہے کہین مر بھی

ولہ

خوشحال اونکا جو خمخانہ ہستی مین کہتے ہین — برنگ شیشۂ مے کیفیت انسو بہانے کی
کہ شکل زخم ہم افت رسیدونکی یہ صورت ہے — نہ رونے کا مزا ہے کچھ نہ لذت مسکرانے کی

ولہ

بن اوسکو شغل گریہ سے بہلا کچھ دل بہلتا ہے — سوا ای ہمدم کہان نوبت رہی آنسو بہانے کی
کہ خبر جرأت نظر آتا نہین کچھ بستر غم پہ — گئے وہ دن بھی اب طاقت جو تھی رو رو رلانے کی

ولہ

کہا جو مینے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج / کرمول آپ نے خنجر کئی دو وہار سے لیے
توکیا کہوں کہ وہ منہ سے تو کچھ نہ بولا پر / نگاہیں بولیں کہ کتنے ہو کیا تمہارے لیے

ولہ

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب / بٹھاو اپنی محفل میں بلا کے
اوٹھا کر آنکھ پھر دیکھوں بحسرت / تو مجکو مار یو گردن بٹھا کے

ولہ

شب جو کل اپنے مقابل ہو گئی ناگاہ آہ / چاندنی میں ایک صورت چمکی جھمکائی ہوئی
اونکے دیکھے سے کیا مینے لپیٹ چاندنی کا منہ / پر وہ نکلا اجنبی تو سخت رسوائی ہوئی

ولہ

گرچہ ہے وصل یار پہ یارو / بیٹھے کس طرح بے خطر کوئی
یہی ڈر دو طرف ہے ڈہر کا آہ / دیکھ لیوے نہ آن کر کوئی

ولہ

وائے قسمت کیا ہیں طالع نامناسب کیا کہوں / گھر میں بلوایا تھا جسکو میرے باعث یار نے
سو کہاں ہو مخالف ہے اور مثل رقیب / آہ اوسکی عاشقی کا وہ لگے دم مارنے

ولہ

پہونچتے ہے دور دور سے دو اسے وہ اٹھے گوشہ گیا / نہ وہ اخلاص ہے ہمسے نہ ربط آشنائی ہے
نظر یہ لگ گئی اونکی جو اونکی وصل میں ہمکو / کہا کسی کی بھی لونڈا اجتو آپہی کی بن آئی ہے

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خان انکا یہ مختصر بیان ہوا ہے

صفا و خوبی رخسار گلشن رنگ کو تیری / نہ تنہا جب سے دیکھا ہے فقط آئینہ حیران ہے
ادہر خونیں جگر ہے لالہ پہ داغ حسرت سے / ادہر سنبل کو دیکھا زلف کا تیری پریشان ہے
غرض جتنے عروسان چمن میں تیرے والہ ہیں / گل و شمشاد و شبدی قمری و بلبل ثناخوان ہے
سوا اسکے جو کوئی دیکھتا ہے تجکو کہتا ہے / فرشتہ ہے پری ہے حور ہے غلمان ہے انسان ہے

ولہ

نے حیران کو جو دیکھا روتے
شبلئے دوکھنی کی گھات مری

اونکی خدمت مین ادب سے بیٹھے
عرض کی دیکھی کرامات مری

مین نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دین
بندگی قبلۂ حاجات مری

درد تخلص حضرت خواجہ میر قدس سرہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

یہی پیغام درد کا کہنا
گر صبا کوئی یار مین گذرے

کونسی رات آن ملیے گا
دن بہت انتظار مین گذرے

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے + +

کہون اے ذوق کیا حال شب ہجر
کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے

تھی شب وہان رکھا تھا ایک اندھیر
مری بخت سیہ کی تیرگی نے

تب غم شمع سان ہوتی تھی کم
اور آتے تھے پسینون پر پسینے

یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے
کہ او بے مہر بد اختر کمینے

کہان مین اور کہان یہ شب مگر تھی
مری جانب سے تیرے دلمین کینے

سوا اس ظلمت کے پردہ مین کیے ظلم
ارے ظالم تری کینہ وری نے

عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج
پڑے یہ زہر کے سے گھونٹ پینے

حواس و ہوش جو مجھسے قرین تھے
قرینے سے ہوے سب بے قرینے

مری سینہ زنی کا شور سنکر
پھٹے جاتے ہین ہمسایونکے سینے

اوٹھایا گاہ اور گاہے بٹھایا
مجھے بیتابی و بے طاقتی نے

کہا جب دل سے تو کچھ کہا کی سورہ
بہت الماس کے توڑے نگینے

نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ
بہت سی جان توڑی جانکنی نے

بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی
طلوع صبح سے منہ روشنی نے

کہا جی نے مجھے یہ ہجر کی رات
یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے

لگے پانی چوانے منہ مین آنسو
پڑے ہے یاس مین مرنا نے بیکسی نے

مگر دن عمر کی تھوڑی سی باقی — لگا رکھی تھی میری زندگی نے
کہ قسمت سے قریب خانہ میرے — اذان مسجد مین دی بارے کسی نے
بشارت مجھکو صبح وصل کی دی — اذان کے ساتھ مین و فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر — کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے
موذن مرحبا بر وقت بولا — تری آواز مکے اور مدینے

ولہ

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتائیے — معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدے سے ابھی منہ چھپا کے تم — دابے ہوئے بغل مین صراحی شراب کی

ولہ

تو بھلا ہے تو برا ہو نہین سکتا اے ذوق — ہے برا وہ ہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے — کیون برا کہنے سے تو اوسکی برا مانتا ہے

ولہ

مین نہ مرتا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا — کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے
ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا — لیوے اسطرح سے زانو کے تلے داب مجھے

ولہ

قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق مین اے ذوق — گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے
جو کوئی آبلہ پا [ہے؟] مور بھی ہے تو وہ — ترے ڈبونے کو وہ بھی تو طوفان ہے

راسخ تخلص شیخ غلام علی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے ❖

راسخ کو کوئی حسرت عشقی نہین صاحب — آلائش خواہش سے دل اوسکا تو بری ہے
اب [ملتے؟] ہے خواہندہ اک جنبش دامن — وہ مضطرب الحال چراغ سحری ہے

ولہ

شرف میکدہ بیان کیا ہو — یہان کی رند افضل زمانہ ہوئے
غم شریف حرم کو یہ ہے کہ حیف — نہ گدا سے شراب خانہ ہوئے

ولہ

کیا کہوں دل پہ کیا گذرتا ہے
آج فرصت نہیں کل آئیں گے
جب یہ تحریر یار کرتا ہے
تو عبث انتظار کرتا ہے

ولہ

یہ ناوک افگنی ہے فقط میرے دم تلک
ترکش کمر سے کھول کے پھینکوگے میرے بعد
پچھتائیےگا آپ بہت مجھکو مار کے
رکھدوگے تم کمان سے چلہ اوتار کے

ولہ

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز
میں سب سن چکا ہوں نہ دو مجھکو [illegible]
بس اب عذر بیجا ہیں سارے تمہارے
جو ہیں شغل دریا کنارے تمہارے

ولہ

طبیعت کا میرے کرو تم نہ دھیان
نہیں رہنے کا چند روز یہ حال
کسی اور سے اب بہل جائیگی
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی

ولہ

شب وصال کا کیا ماجرا بیان کروں
سوال کرتے تو کر بیٹھا او نہ ہو سکا
نہ پوچھیے یہ حقیقت عجیب حال ہوئی
میں زرد ہو گیا غصہ سے وہ جو لال ہوئی

ولہ

حسرت سا نہ سوتا نہیں یار اگر
پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا ہے
مسہری یہ ہوتا ہے تابوت کا شک
اسی بات کا تو ہے رونا پڑا ہے
کسی سمت الٹا بچھونا پڑا ہے
یہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے

ولہ

عبث بے سبب کی جہت روٹھتے ہو
بھلا تم ہی منصف ہو تم بولو
یہی تو بری خو ہے جانی تمہاری
وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمہاری

ولہ

نہ چھپا مجھسے کوچۂ قاتل
آب و گل مین جو تھی وفاداری
مر گیا تو بھی میری خو نہ گئی
خاک بھی اوڑکے کو بکو نہ گئی

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *

یک پردہ نشین دیکھکے دل نے کہا کہ گر
نوبت جو اشارات تلک پہونچی تو وہین
جب حرف و حکایات مہم ہونے لگی خوب
مدت مین ملاقات میسر جو ہوئی ہے
کیا خوب ہو گر اس سے اشارات کی ٹھہرے
اوسنے کہا حرف و حکایات کی ٹھہرے
بولا کہ کسیطرح ملاقات کی ٹھہرے
اب دل یہی کہتا ہے کہ اوس بات کی ٹھہرے

ولہ

حورون کے عوض مجھے الٰہی
کب مجکو بہشت کی ہے خواہش
دنیا مین تو ایک نازنین دے
دنیا ہو جو کچھ سوا یہین دے

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے *

زیرک کل اک حرف کو مین شکل خستہ دل
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی
سنتے ہی درجواب یہ بولا وہ تندخو
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت کے واسطے
جاتا تھا نا کہان وہ پریرو ملا سبب مجھے
کبتک رکھیگا رنج مین تو مبتلا مجھے
صحبت سے تیرے رنج نہین ہے ذرا مجھے
اب یا نہو سکھائے تو مہر و وفا مجھے

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب شاگرد شاہ حاتم وانشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز تھے کبھی دہلی اور کبھی اکبر آباد مین بھی رہتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اکبر آباد مین رحلت کی اور وہین مدفون ہوئے راقم نے اونکے مزار کی زیارت کی ہے اونکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

ہاتھ جب چھاتی پہ اوسکے سینے رکھکر یون کہا
بوجھ میرے ہاتھ مین یہ جنت ہے یا ملاق ہے

تب کہا ہنسکر یہ اوسنے راہ شوخی سے مجھے | ایک ہی اللہ اپنے کام مین تو طاق ہے

سودا تخلص مرزا محمد رفیع حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

اکروز سیر گور غریبان کو مین گیا | یعنی وہان بزرگون کا اکثر مزار ہے
دیکھا تو ایک گور پہ نرگس ہے سرنگون | پوچھا مین اوس سے یہ کہ تو کیون غمگسار ہے
اوسنے کہا عزیز تو نرگس مجھے نہ جان | آنکھین ہین اوسکی ہون کہ یہ جسکا مزار ہے
جب مین کہا کہ میری طرح سرنگون ہے کیون | اور اسقدر یہ کسکا تجھے انتظار ہے
تب تو یہ اوسنے مجھسے کہا سن لے بیخبر | یہ بات تو ہر اک کے اوپر آشکار ہے
عاشق تھا ایک کافر بے پیر کا یہ شخص | اب تک اوسکا اسکے تئین انتظار ہے
سودا مجھے یقین ہوا اب سنتی کہ آہ | عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتظار ہے

ولہ

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا | ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو | باندھنا خون یہ کمر اپنے نیا مضمون ہے

ولہ

بولے ہی سنکے جو آتا ہے مرا کچھ مذکور | اوسکے آگے کسی تقریب سے گاہے گاہے
وہی سودا ہے نہ کوچے مین ہمارے جو شخص | نظر آجاوے ہے با حال تباہی گاہے

ولہ

اس مین حیران ہین کیا جسسے ہوئی ہو تقصیر | قتل کرنے کے لیے پھرتے ہو تیار ہوئے
تیغ خونریز بکف خنجر بران بہ میان | ہر گھڑی سامنے آجاتے ہو خونخوار ہوئے
گر اسی مین ہے خوشی دلکی تمہاری تو خیر | ہم بھی راضی ہین کہ اس جینے سے بیزار ہوئے
پھر کیا ڈھیل ہے سنتی ہی تو ہو بسم اللہ | کھینچکر تیغ کو آؤ دستمگار ہوئے
ورنہ دل کھول کے لگجاؤ گلے سے پیارے | گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے
اتنے ہی بات کے کہنے ہین کہ آ بوسہ دیکے | آہ اے وائے جو ایسے ہی گنہگار ہوئے
توبہ کرتے ہین قسم کھاتے ہین سنتے ہو تم | پھر نہین کہنے کے آگے کو خبردار ہوئے

سوز تخلص محمد میر حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

جز تری خاک در اے دوست سر کعبہ	دل میں ہو گر ہوس عزت و جاہ ہے گاہے
نہ شفاعت ہو پیمبر کی نہ تیرا دیدار	ہو جو فردوس بریں پر بھی نگاہ ہے گاہے

ولہ

ایک نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے	اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گاہے گاہے
دیکھ کر منہ کو گھڑی ایک اور پھر کر دم سرد	یون اشارے سے بتایا سر راہے گاہے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی باشندہ تھانیسر مقیم دہلی اشعار انکے مزیدار ہوتے ہیں صاحب دیوان گذرے

دیکھا عجب تماشا طرفہ کیا نظارہ	گذرا جو صبح گاہان میں صحن گلستان سے
یعنی کہ ایک بلبل بیٹھی تھی شاخ گل پر	رنگ چمن دوبالا تھا اوسکی داستان سے
جون سوز درد دل اشعار میں لب پہ	گویا خبر وہ دیتی تھی سوزش نہان سے
اوسکے سخن میں ہمدم کیا کچھ بھری تھی گرمی	گویا کہ آتش دل تھی شعلہ زن زبان سے
کہ نالہ و فغان سے عالم کو پھونک دینا	کہ دل ہی دل میں جلنا آہ شرر فشان سے
کہ فصل گل سے شادان کو تاہ بیٹھیوں سے	کہ بیٹھی بیٹھیوں سے غمگین تھے وہ خزان سے
اوسکو سمجھ کے اپنا ہمدرد و ہم مصیبت	پوچھا یہ میں نے اوس سے تو کہہ تو کچھ زبان سے
کیا حال ہے کہ تیرے وہ زمزمے نہیں ہیں	اندوہگینیان ہیں ظاہر تری فغان سے
کہنے لگے کہ جو میری حقیقتیں ہیں	سو گفتنی نہیں ہیں کیا فائدہ بیان سے
لیکن نہیں مناسب بالکل ہی چپکے رہنا	ایسی ہوا ہے دل چھپا دون اوس سے راز دان سے
میری یہ ہے حقیقت میرا یہ ماجرا ہے	یعنی کہ خستہ دل ہون وز تنگ اپنی جان سے
نے ہنسنے کی جا ہے نے رونے کا ٹھکانا	آزردہ ہون زمین سے آشفتہ ہون زمان سے
اپنے تو جو رہتے اک عمر ہو گئی ہے	صیاد سے گلا ہے شکوہ نہ باغبان سے
اتنے میں اک اور تازہ آفت ہے سر پہ نازل	ہے یہ بقول میر دل خستہ آسمان سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانب گلستان	رکھتی ہے چشم میری خاشاک آشیان سے

قطعہ منتخب

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ ولد مرزا علی خان لکھنؤ کے معززون مین سے تھے

مری سر کی قسم اخفا نکرنا	ترا دل کیا کسی پر مبتلا ہے
کہ رہتی ہے تری اب چشم خونبار	گریبان تا بدامن پھٹ رہا ہے
اوڑا ہے رنگ رو میری طرح سے	برنگ زعفران چہرہ ہوا ہے
خیال سے گو نہین کہتا تو مجھسے	ولے تحقیق مجھپر ہو گیا ہے
کسی بیدرد خود ایسے سے شاید	تمہارا بھی کہین اب دل لگا ہے
لگا کہنے نہ کر طوفان سوزان	وہ ایسا شہر مین کہ کون سا ہے
کہا بیٹے بہلا صاحب نہین تو	تمہارا حال اب ایسا کیون ہوا ہے
الم ہے غم نصیبون کی طرح سے	نہ وہ فرحت نہ وہ اب چہچہا ہے
زبان پر شعر جاری درد کے ہین	کبھی ہنسنا کبھی رونا یہ کیا ہے

شاکر تخلص محمد شاکر مرحوم شاگرد محمد علی حشمت اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا	جو اونپہ گذرنی ہے گذر لے
گلچین تجھے کیا تری بلا سے	گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

شیفتہ تخلص نواب محمد مصطفے خان بہادر حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے

ہم جو تحریک ناتوانی سے	قصہ ہائے ستم سنانے لگے
ہنسکے کہنے لگے کہ ہان سچ ہے	تم برے ناز کیون اوٹھانے لگے

وله

شیفتہ وہ کہ جسنے ساری عمر	دین داری و پارسائی کی
آخر کار مے پرست ہوا	شان ہے اوسکی کبریائی کی

81

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت ابن مرزا خورد بہادر نبیرہ مرزا معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

ومولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہی لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی کا لکہا ہوا ہے کہ عبارت اوسکی اسبات پر گواہی دیتی ہے

ہمنشین لطف شب وصل تو تہا ہی کہ مجہے — یہ گمان تہا کہ رہی کچہ نہ تمنا باقی
پر کہون کیا دم رخصت جو فرا تہا کہ مرے — دل مین ارمان ہے اوس لطف ادا کا باقی
رات بہر جاگنے سے نیند کا آنکہون مین خمار — اور کچہ کچہ اثر نشئہ صہبا باقی
بہینی بہینی سی وہ رنگت وہ پریشان ترکیب — لب پہ بدرنگ سا کچہ پان کا لاکہا باقی
آنکہ کے دورون مین کم کم سی وہ سرخی کی نمود — تہوڑا تہوڑا سا اک انداز سے سرما باقی
ایک ایک گام پہ بل ہوئے کمر مین سو سو — کانٹا شاق نزاکت سے وہ رہتا باقی
اب نہ وہ شب کا مزا اور نہ وہ صبح کا لطف — رہگیا اک کف افسوس کا ملنا باقی

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد میر غلام حسین بلگرامی سادات رضویہ سے تہے آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکہنو کو گئے تہے ہزل و فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر راقم سے گزرا

پوچہا صاحبقران نے جا دہی سے — تیرے نیچے یہ غارسی کیا ہے
ہنسکے بولے کہ دیکہلو صاحب — ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور کچہ حال معلوم نہوا

تربت صبا کی دیکہی کل رات دور سے جو — آئے نظر مجہے وان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکہا کیا تفحص — اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص میر وزیر علی لکہنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

یار اللہ رے ترا حسن علم — دیکہ یہ داغ دل مین کسکا ہے
ماہر و اور بہی ہین دنیا مین — یون فلک پہ دماغ کسکا ہے

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ آبکاری ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم آرہ ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی

سخن سے اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لی ہے
صاحب دیوان واردو وقصہ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم ہین راقم کے احباب
مین ہین شعر اچہا کہتے ہین

غیرون سے بگڑ چلے ہے اوسکے ۔ اب اونکو بھی چاہ ہے ہماری
کچہ روزون مین دیکھنا کہ ہر بات ۔ حسب دلخواہ ہے ہماری
کہتے ہین جسکو وصل کی شب ۔ انشاءاللہ ہے ہماری

طالب تخلص حافظ شبراتی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین دخل معقول رکھتے تھے شعر بہت خوب کہتے تھے اعمای مادرزاد تھے معما کے سمجھنے مین استاد تھے صاحب تذکرہ گلشن بیخار نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے صاحب دیوان گذرے ہین

تم کھلے بندون چلے آئے مری محفل مین رات ۔ مین بھی کھیل کھیلا تھا بس کچہ ہاتھا پائی ہو گئی
مین ہی کچہ ملزم نہین تقصیر یان دونو کی ہے ۔ بیوقوفی تم سے مجہ سے بے حیائی ہو گئی

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا بشیر سخن پر ہو چکا ہے

سن ابی ہمدم کیا تھا دیکھنے کو در پہ مین اوسکے ۔ مرے آواز کو سنتے ہو گئے وہ گھر سے کل نکلے
یہ منہ پا کر جو بولا مین کہ چلیے جنازہ خانے ہین ۔ تو کیا کہتے ہین لو بس تم تو آتے ہی مین چل نکلے

ولہ

سنے جو کہا جی مین ہے اب بوسونکی مار سے ۔ کر ڈالون تری چاہ زنخدان کے ٹکڑے
تب بنس کے لگے کہنے یہی آپ سے ہوگا ۔ کھانا تا نمک اور کرنا نمک دان کے ٹکڑے

ولہ

نقش پا کی تلاش کا اوسکے ۔ جب طپش کو خیال آتا ہے
داغ دل کا چراغ ہاتہ مین لے ۔ رات کو اوس گلی مین جاتا ہے
اسمین وہ شمع رو اگر اوسکو ۔ روزن در سے دیکھ پاتا ہے
گھر کے لوگون سے تب وہ بولکر یون ۔ اپنی آواز سے سناتا ہے

کوئی بلا کراوسے چراغی دو — نقش بندی فقیر جاتا ہے

ولہ

طپش اب بیچتا ہے دلکو اپنے — بہا اس جنس کی کی بوسہ پر ہے
ہوئے ہین خوبرو کتنے خریدار — شناسائی ہین جن جنکو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار — ولے اپنا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری — کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ بڑھیے زیادہ — یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

ولہ

کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھالاؤن — تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکتی ہے
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

ولہ

ہوا کچھ تو محبت کا اثر اوسکو کہ سنتے ہین — طبیعت نے جو دی تکلیف اوسے کل سیر بستانکی
نظر کر بید مجنونکی طرف حسرت سے کہتا تھا — کہ اس مین شکل کچھ ملتی ہے اوس مو پریشانکی

ولہ

نہ آشنا ہے کسیکا طپش نہ کوئی دوست — عبث ہر ایک سے دلبستگی رہی میری
یہ حال ہجر مین ہو ہو گیا مرا لیکن — کسی نے آن کے اک دن خبر نہ لی میری

ولہ

تری تلاش مین آوارگی سے لیل و نہار — نہ پوچھ مشکل ہے جو کچھ کہ اب بنی میری
کٹی ہے وادی ریگ روان ہے طے کرتے — برنگ شیشۂ ساعت یہ ہر گھڑی میری

ولہ

مین تو ناحق یہ قصہ کہہ سکا — تم سے کہتا ہون مدعا سمجھے
رفتہ رفتہ کبھی سمجھ لوگے — ابھی تو آپ کی بلا سمجھے

ولہ

غیر سے باتین کرتے اوسکو طپش | کل جو ہمنے کہا بھلا سمجھے
وہین پہر بول اوٹھا دہٹائی سے | بارے فرمائیے تو کیا سمجھے

ولہ

کہا ہمنے جو کل اوسکو کہ سنتے ہو میان صاحب | بلا سے ہم بھی اب جانتے تو بیوفا ہوتے
تو سنتے ہی لگا کہنے چہ خوش تقلید کی خوبی | بھلا بالفرض گر تم بیوفا ہوتے تو کیا ہوتے

ولہ

فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش ٹک سیر کرین
شاخ پہ گل کے ہے مترنم ہر اک مرغ گلستانی
لی ہے جسکی اوج ہوا پر بول یہ اوڑتے جاتے ہین
تم ورنا تم ورنا ورتم دیم تتا در تا د ا نی

ولہ

کل سنئے جو کہا اوس سے طپش نے پیارے | دیکے بھیجا ہے ترے پاس یہ پیغام مجھے
کہ کسی دن بھی ملے گا مجھے کام دل زار | یا کہ منظور ہے رکھنا یون ہی ناکام مجھے
تو لگا کہنے کہ صاحب تمہین معلوم نہین | اب تو مدت ہوئی اوس سے نہین کچہ کام مجھے

ولہ

کیا کہون حال طپش کو تجھسے اے نازک دماغ | مت سن اس مضمون کو یہ قصہ جانکاہ ہے
صبح سے تا شام یا رونا ہے یا ہچکی | شام سے پہر صبح تک یا نالہ ہی یا آہ ہے

ولہ

آہٹ قدم کی پاکے کہا سبکو کون ہے | ہمنے کہا کہ کوئی نہین یہ غلام ہے
سنتے ہی خشمگین ہو لگے کہنے واہ واہ | گھر جاے کیا غلام کا اسوقت کام ہے

ولہ

بوسہ لیتے ہوئے کل اونسے جو پوچھا ہمنے | سچ کہو کچہ تمہین بھی اس مین مزا آتا ہے

لگے کہنے کہ طپش سن تو مین یہ حیران ہون ۔ سمجھے کچھ اور بھی ان باتون سے آتا ہے

ولہ

ہر طرف آج ہے بسنت کی دہوم ۔ سیر مین ہے ہر اک تماشا ئی
گشتے گلرو جو ہین بسنتی پوش ۔ دل مین کہیتی ہے جنکی رعنا ئی
کہتے ہین آن کر مجہے ہنس ہنس ۔ دیکہکر میری ناشکیبا ئی
ہو مبارک تمہین جنون طپش ۔ پہر نئی رت نئی بہار آ ئی

ولہ

کیا بیان کیجیے شرارت آہ اوس عیار کی ۔ تہر ہے آفت ہے ظالم ہے بلا انگیز ہے
تیزی مژگان کی تعریف اوسکے جب کرتا ہون ۔ طعن سے کہتا ہے مجکو تو بہی کتنا تیز ہے

ظفر تخلص جنت آرامگاہ بہادر شاہ حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے ✤

رقعہ شوق کو مرے قاصد ۔ نہ سیکو دکہا کے لے جاے
کہین اب نہو مرے خط کا ۔ کوئی مضمون اوڑا کے لے جاے

ولہ

گلی مین یار کے ہم آج شبکو اے ہمدم ۔ بتائین کیا کہ کدہر سے گئے کہان سے گئے
صبا کی طرح سے انکہو نمین سبکے ڈال کے خاک ۔ نظر بچا کے ہر اک وہان کی پاسبان سے گئے

عزیز تخلص بہکاری لال دہلوی شاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ ✤

آرام وصل و ہجر مین ممکن نہین ہمین ۔ یون ہی ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تہی
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار لیے ہے جی ۔ جب وصل تہا تو کشتہ تیغ نگاہ تہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبر آباد مسکن دہلی طبیعت انکی نہایت دشوار پسند ہے اشعار فارسی ان کے ظہوری ترشیزی اور میرزا عبد القادر بیدل کے اشعار کے ہم پہلو ہوتے ہین اور اشعار اردو رتبہ بلند رکہتے ہین اوائل مین اردو غزل مین اسد تخلص کرتے تہے اب اعرصہ گذرا

کہ کلکتہ مین بہی آئے تہے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تہا کلیات انکا نظر سے گذرا

پہر کہلا ہے در عدالت ناز
گرم بازار فوجداری ہے

ہو رہا ہے جہان مین اندھیر
زلف کی پہر سرشتہ داری ہے

پہر دیا پارۂ جگر نے سوال
ایک فریاد و آہ وزاری ہے

پہر ہوئے ہین گواہ عشق طلب
اشکباری کا حکم جاری ہے

دل و مژگان کا جو مقدمہ تہا
آج پہر اوسکی روبکاری ہے

ولہ

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل
زنہار اگر تمہین ہوس ناو نوش ہے

دیکہو مجہے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

یا شبکو دیکہتے تہے کہ ہر گوشۂ بساط
دامان باغبان و کف گلفروش ہے

لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

یا صبحدم جو دیکہیے آکر تو بزم مین
نے وہ سرور و سور نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہگئی ہے سو وہ بہی خموش ہے

ولہ

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشین
اک تیر میرے سینے مین مارا کہ ہای ہای

وہ سبزہ زار ہای مطرا کہ ہے غضب
وہ نازنین بتان خود آرا کہ ہاے ہاے

صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر
طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہای ہای

وہ میوہ ہاے تازۂ شیرین کہ واہ واہ
وہ بادہ ہاے ناب گوارا کہ ہاے ہاے

ولہ

ہے جو صاحب کی کف دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچہا کہیے

خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے / ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے
مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیے / حرز بازوے شگرفان خود آرا کہیے
مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے / داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے
خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھیے / سر پستان پریزاد سے ماتا کہیے
اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجے / نافہ آہوئے بیابان ختن کا کہیے
وضع مین اسکو اگر سمجھیے قاف تریاق / رنگ مین سبزۂ نو خیز مسیحا کہیے
صومعہ مین اسے ٹھہرایئے گر مہر نماز / میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہیے
کیون اسی قفل در گنج محبت لکھیے / کیون اسے نقطۂ پرکار تمنا کہیے
کیون اسے گوہر نایاب تصور کیجے / کیون اسے مردمک دیدۂ عنقا کہیے
کیون اسے تکمۂ پیراہن لیلے لکھیے / کیون اسے نقش پے ناقۂ سلما کہیے
بندہ پرور کی کف دست کو کیجے دل فرض / اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

غفلت تخلص اخوند غفلت باشندہ رامپور خواہرزادہ کرم خان کرم شاگرد حافظ شیرازی طالب انکے بیشتر اشعار مین موت کا مضمون ہوتا ہے شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

سکندر آئے زمین تاپتے جو تا لب گور / صدا یہ کان مین آئی دہان تربت سے
بس اب نکیجے گام وزمین سے پیمایش / یہانکے ہوگی مساحت جریب قامت سے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

دہن کے وصف مین حیران ہین شعرا نکتہ چین ہوکر / کمر کا کیا کوئی مضمون ترے آگے سمجھ باندھے
دہن کی فکر مین سے ہو جیسے شوق عدم ہو کے / وہ مضمون کمر باندھے جو مرنے پر کمر باندھے

فغان تخلص مرزا اشرف علی خان کوکہ حال ان کا پیشتر تحریر ہوا ہے

تمنا اگر مین یار کو پاؤن تو یون کہون / انصاف تو چھوڑ مروت اگر گئی
آخر فغان وہی ہے اوسے کیون بھلا دیا / وہ کیا ہوئی تپاک وہ الفت کدھر گئی
مجھسے جو پوچھتے تو بہرحال شکر ہے / یون بھی گذر گئی مری وون بھی گذر گئی

ولہ

کل دیکھتا ہون کیا کہ سر راہ ایک شخص … کہنے لگا فغان نہین شاکی تو یار سے
مین یہ دیا جواب کہ سنتا ہے ای عزیز … ہے دور مرتبہ مرا صبر و قرار سے
بخانہ سجا نہ یار کا کرتا گلہ پیر و ن … یہ تو نہت بعید ہے میرے شعار سے
مین وہ ہون عندلیب کہ گلزار دہر مین … مجکو خلش نہ ایک سے ہے نے ہزار سے
تنہا نہ گل ہی دیکھکے دل باغ باغ ہے … انکھین بہی لگ رہی ہین مری نوک خار سے

قائم تخلص محمد قیام الدین مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

رات اوس سے کہا مین کہ تری کوچہ مین پیارے … قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے
کیا ہو جو ٹک اک سُنلی تو احوال کو اوسکے … بولا کہ تری فہم سے یہ بات عجب ہے
ہو ایک ستم کش تو کوئی داد دے یان تو … لے صبح سے تا شام یہی شور و شغب ہے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ مرحوم حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کہا مینے قاتل سے قدرت کو ظالم … تری تیغ سے ہے جگر آزمائی
لگائی نہ ایسی کہ ہو کام اوسکا … مین دیکھی تری بس ہنر آزمائی
سسکتا ہی چھوڑا اوسے خاک و خون مین … کہ تیغ ستم اور یہ آزمائی
لگا کہنے مت بول تو ذوق میرا … صد ہر آزمائی او دہر آزمائی

ولہ

قدرت ٹک کھول چشم عبرت … گر فکر سراغ رہروان ہے
جو نقش قدم ہے اس زمین پر … آئینۂ حال رفتگان ہے

ولہ

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے … کیا ہی ملک عدم ہے کیا سر زمین ردس ہے
گر بسیر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی … اسطرف آواز طبل اودہر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہو مے گلگون کا دور … شب ہوئی تو ماہ رویون سے کنار و بوس ہے
سنتی ہے عبرت یہ بولی یک تماشا مین تجھے … چل دکھاؤن کیا تو اپنے از کا محبوس ہے

لیگئے یکبارگی گورغریبان کی طرف	جس جگہ جان ہمتن سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگے	یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج	کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کامل تخلص مرزا کامل بیگ اور کچھ حال انکا معلوم نہوا

مژگان سے کہ نیچے دل ابرو کہ سے ہو ٹکڑے	یہ بات اوس سے کہکر جب لینے داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہووے خالی	تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

مجروح تخلص مولوی حافظ حمید النبی باشندہ رامپور خلف مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رقت برادر خورد دستاگرد مولوی حافظ رشید النبی وحشت اولادین حضرت مجدد الف ثانی کے علوم فارسی و عربی مین اچھا دخل رکھتے ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر پرمضمون و آبدار کہتے ہین کلکتہ مین بھی آئے تھے کئی برس ہوئے کہ وطن کو چلے گئے راقم کے دوستون مین ہین ۔

اوس سرمہ و گیسو وسمی سے	گو چہ ترا دشت کربلا ہے
پیاسون کے لیے ہو سرخروئی	جوہر دم تیغ نے کیا ہے
ہے راکب ذی الجناح یہ دل	ناوک جو ترا جدا ہوا ہے
مژگان ہے تری اوہر صف آرا	گیسو سے اودہر ستم بپا ہے
حملہ یہ ہے حملہ شامیون کا	تمنا کا صفون کا سامنا ہے
نرغے مین وہ نازش وادا کی	سید کے بقول کہ رہا ہے
اے لشکر شام گیسوے یار	سادات کا قتل کب روا ہے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا بیشتر تحریر ہوا ہے +

ہر چند ہے اوسکی ہر ادا شوخ	منظور جو اپنا اک ستم ہے
پر دانتون تلے زبان دبانا	بیداد ہے قہر ہے ستم ہے

ولہ

انداز مین نگاہ مین مار اژدہا کوئی	گردن کسیکی تیغ تغافل سے کٹ گئی

قطعه منتخب

وزرات اس گلی مین بہی ماجرا رہا ۔ کب عاشقونکے ورسے تری بہیر چہٹ گئی

ولہ

غنچۂ گل کا جو لی مسکی دیکہ ۔ عقل بہولی ہے عندلیبون کی
ہائے دیکہی نہین او منہون نے نگہ ۔ وضع ڈلی کی جامہ زیبون کی

سنت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نوبہار و میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تہی لکہنو مین جاکر مذہب امامیہ اختیار کیا تہا کلکتہ مین اکرشنہ بارہ سو اٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تہے اشعار فارسی اونکے قریب دیڑہ لاکہ کے ہونگے

کہڑے رہیے جو اونکے بزم مین تو یون لگے کہنے ۔ دکہاتا ہے یہ اپنے یا نون کیون ناحق ہراتہی
جو اپنی بات سنکر بیٹہ جائین تو لگے کہنے ۔ نہیں سے کہتے ہی اکبات کے بس آ بیٹہے

منجو تخلص منشی اسد اللہ عرف میان علی جان ریختی مین دوگانا تخلص کرتے ہین حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

سو بہانے تہے گر آنے تو ہزارون ڈہب تہے ۔ لاکہ صورت سے اچی بات بنائی ہوتی
اے صنم تمکو جو آنے کا ارادہ ہوتا ۔ تم نہ رکتے کبہی مانع جو خدائی ہوتی

ولہ

کل اونسے جو محفل مین کہا مینے کہ غافل ۔ بجنے کی تجہے غم سے ترے پڑ گئے لالے
سنتے ہی لگے کہنے وہ منجو سے ہون سے ۔ لو اور سنو یہ بہی ہوئے جا جنے والے

ولہ ریختی قطعہ

راتکو اک نگوڑے نت کہٹ نے ۔ صحن مین پاکے بے حجاب مجہے
چہیان لین گلے سے لپٹا کے ۔ پہر لیا زانو تلین دا ب مجہے
نشتین کین ہزارون قسمین دین ۔ کرکے چہوڑا اگر خراب مجہے

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اک شخص مجھی سا تھا کہ تھا تجھ سے پہ عاشق — وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی
یہ کہکے میں رویا تو لگا کہنے نہ کہہ میر — سنتا نہیں میں ظلم رسیدوں کی کہانی

ولہ

ترا شکوہ مجھے نہ میرا اسے تجھے — چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ — واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

ولہ

میں بے نوا اڑا تھا بوسے پہ اون لبوں کے — ہر دم یہی صدا تھی دے گذرو ٹال کیا ہے
پر چپ ہی لگ گئی جب اونسے کہا کہ کوئی — پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

کج گو اسے مہ جبینو شغل ہے تمکو یہی — چہرہ ہے اور آئنہ ہے زلف ہے اور شانہ ہے
چاہیے آئینہ ہے کل آئینہ زانو جدا — اور عوض شانہ کے ٹکڑے استخوان شانہ ہے

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور حال انکا پیشتر تحریر ہو

میں سمجھتا تھا کہ وہ خوش ہونگے — میرے مرنے کی جو شہرت ہوگی
غیر سنتے ہی ہوا شادی مرگ — خاک اب اونکو مسرت ہوگی

نامی تخلص مرزا حسام الدین حیدر خان لکھنوی ولد مرزا احمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق مرثیہ گو شعر انکے خوب ہوتے ہیں

کیا قطع ہو موقع پہ پڑہا سینے کل آئینا — مضطر او سے دیکھ آئینے سرکو ہے کسو سے
ہو جاؤ گے صورت سے خفا یہ کہون کیونکر — سوتے ہوئے اوٹھ آئے پہلو سے کسو سے
دل ٹھہر کے سب سے منہ فق ہے لٹین کھیرن ہیں پینگیہ — ریحان نکل بھاگے ہو قابو سے کسو سے

نشاط تخلص راقم آثم

نشان باقی رہا خیر نام کسکا زرفانی ہین — الٰہی دور ہے کہیں کس قدر یہ دور گردون ہے
بتا آئینہ اسکندری نہ جام جم کا ہے — نہ باقی طاق نوشیروان ہے نے قصر فریدون ہے

نہ عذرا نے دمن ہے اور نہ شیرین ہے نہ ہے لیلے   نہ وامق ہے نہ ہے نل کوہکن ہے اور نہ مجنون ہے

ولہ

جان کنی روز روز جان کا ہے   تابکے یون جیا کرے کوئی
کوئی تبلا تو خدا کے لیے   مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

ولہ

زمستی کے تم اوٹھ آئے ہو گھبرائی ہوے   داغ مے کا کیون یہ دامن گیر پیراہن مین ہے
نشہ کی بدمستیون مین ہاتھا پائی کس سے کی   چاک کیسا اوبت بے پیر پیراہن مین ہے

ولہ

کافرونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان آخرش   جانب دیر بتان ہرگز نجاؤن تو سہی
سیر غم عشق بتان مین شعلہ زن ہووے اگر   خاک مین مین آتش دل کو دباؤن تو سہی
سیر تیرہ نکو دل دون ہین یاوسب عیاریان   اونکو بھی اونکی طرح سے آزماؤن تو سہی
اونکی صورت ہو نہ مجھکو التفات اونکی طرف   جسقدر مجھکو ستایا ہے ستاؤن تو سہی
سنا نہ اونکے زلف کی صحبت کرون کیا کیا پیچ   آخر اونکو دام مین اپنے پھنساؤن تو سہی
لاکہ چاہین وہ نکالین پر نہ نکلو نین کبھی   شکل مردم اونکی آنکھو نمین سماؤن تو سہی

ولہ

اونکو چھیڑا کے وا دیہ حسدم شب وصال   بیٹھے کہا ہنسی سے وہ شوخی کہ بہر گئی
ہاتھ نکو نس جھٹک کے خفا ہو کے بول اوٹھے   چھوڑو کہین بھی ہاتھ کلائی اوتر گئی

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے

اوسکے ہاتھ کا کاس سنہرا دیکھ   شب کہا ماہ سے یہ پروین نے
مہر پر وار آب نکالے ہے   چونچ بیضہ سے مرغ زرین نے

ولہ

سمجھ اوسکو نہ آہو رشک لیلے   یہ مجنون دشت مین آیا ہے گھر سے
جسے تو سونا سمجھے ہے وہ مین خار   لگا ہین پاؤن مین نکلا ہے سر سے

ولہ

کہون تجھسے نصیر اب کیا میں حال اس وقت کا	فلک پر لال شفقی کب وہی [illegible] اک دم خالی
وہان وہ آئنہ دیکھے ہے یان ہم سر بزانو ہین	نہ یک دم کی اوسے فرصت نہ اک لحظہ ہین ہم خالی

ولہ

ساقی ترے بغیر گلستان دہر مین	گلشن اب اسطرح سے یہ شام و پگاہ ہے
ساغر ہے داغ شیشۂ صہبا ہے آبلہ	بارش ہے اشک ابر سپید دود آہ ہے

ولہ

جہانی بہت سی منزل دنیا کی خاک راہ	نقش قدم بھی ایک نہ آیا نظر مجھے
کیا جانئے اب کدہر وہ گئے حیف ای نصیر	یاران رفتگان کی نہین کچہ خبر مجھے

نکہت تخلص مرزا نیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان و ترجمہ سکندرنامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو ان سے یادگار ہین

گلستان مانگ ہے ہلال ابرو ہین	مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے
لب مسیحا ہے لب بہ رنگ مسی	سایۂ قامت مسیحا ہے

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا و میر مقیم دہلی کچہ روز ون فیض آباد و بنارس مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی

یاران ہمنشین و رفیقان دوستدار	سب آشنا ہین زندگی مستعار کے
جب مند گئی پھر آنکہ تو ای دوست بعد مرگ	بیٹھے ہے پاس کون کسی کے مزار کے

خاتمۃ الطبع

داور داورگر استایش کہ این زیبا گلدستۂ جان نواز مجموعۂ قطعات اساتذہ اردو زبان موسوم بہ **قطعۂ منتخب** در مطبع نامی گرامی جناب معلی القاب منشی **نول کشور** لکھنو بماہ جولائی [illegible] مطابق شہر جمادی الاولی [illegible] ہجری از قالب طبع بر آمدہ
شام آرا ے جہان گردید